E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - B.A. Urdu

Paper : Urdu Zaban o Adab

Module Name/Title : Zaban Aur Boli Ke Imtiazaat

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE / Ms. Badar Sultana
PRESENTATION	Ms. Badar Sultana
PRODUCER	Dr. Mir Hashmath Ali

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

REFERENCE ONLY

پہلا باب: اُردو زبان کا آغاز

اکائی 1 ۔ زبان کی تعریف' ہندوستان کے قدیم باشندے آریاؤں کی آمد' لسانی صورت حال

اکائی کے اجزا

1.0 مقصد

1.1 تمہید

1.2 زبان کی تعریف

1.2.1 معیاری زبان

1.2.2 معیاری بولی یا معیاری زبان کب اور کیسے بنتی ہے؟

1.2.3 بولی

1.2.4 زبانوں کا زوال/خاتمہ یا ان کا دوبارہ بولیوں میں تبدیل ہو جانا کب اور کیسے ہوتا ہے؟

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1.3 ہندوستان کے قدیم باشندے

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1.4 آریاؤں کی آمد

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1.5 لسانی صورت حال

1.5.1 زبانوں کی گروپ بندی

1.5.2 ہند آریائی کے ادوار

1.5.3 قدیم ہند آریائی دور

ویدک سنسکرت

کلاسیکل سنسکرت

1.5.4 وسطی ہند آریائی دور
پالی
پراکرت
اپ بھرنش
اپنی معلومات کی جانچ کیجیے
1.5.5 جدید ہند آریائی دور میں اردو کی ابتداء
جدید زبانوں کی پیدائش
مغربی ہندی
کھڑی بولی اور اردو
جدید ہند آریائی دور میں ہندوستان کی سیاسی، سماجی، تہذیبی تبدیلیاں اور ان کے اثرات بولیوں پر
1.5.6 اردو کا لسانی خاندانی سلسلہ، ساخت اور ڈھانچا
اردو کا لسانی خاندانی سلسلہ سنسکرت سے
اردو کی لسانی ساخت، ڈھانچے اور کینڈے پر ہند آریائی عناصر کے نقوش
اپنی معلومات کی جانچ کیجیے
1.6 خلاصہ
1.7 نمونہ امتحانی سوالات
1.8 فرہنگ
1.9 سفارش کردہ کتابیں

1.0 مقصد

اس اکائی کا مقصد آپ کو زبان کی تعریف، لسانی پس منظر اور اردو کے آغاز سے واقف کروانا ہے۔ اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

☆ زبان اور بولی کی تعریف اور ان کے باہمی تعلق کو اجاگر کر سکیں۔
☆ ہندوستان کے قدیم باشندوں کا جائزہ لے سکیں۔
☆ آریاؤں کی ہندوستان میں آمد پر اظہار خیال کر سکیں۔
☆ ہند آریائی ادوار اور اردو کی ابتداء کا جائزہ لے سکیں۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * IMC LIBRARY * Hyderabad-34.

1.1 تمہید

اس اکائی میں زبان اور بولی کے بارے میں چند بنیادی باتیں بتلائی جائیں گی۔ ہندوستان کے قدیم باشندوں کا ذکر کرنے کے بعد آریاؤں کی آمد پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اردو ہندوستان کی زبان ہے اور اس کی پیدائش یہیں ہوئی ہے۔ اردو ہند آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لحاظ سے ہند آریائی کے ادوار پر روشنی ڈالنے کے بعد جدید ہند آریائی دور میں اردو کی ابتداء کا جائزہ لیا جائے گا۔

1.2 زبان کی تعریف

ماہر لسانیات ہنری سوئٹ کے بقول تکلم کے سبب جو آوازیں نکلتی ہیں اور جن سے خیالات کی ترجمانی ہوتی ہے وہی زبان ہے۔ پروفیسر گیان چند جین لکھتے ہیں زبان چند ایسی مخصوص آوازوں کا ایک مجموعہ ہوتی ہے جو صوتی اعضاء کے عمل سے وجود میں آتے ہیں۔ ان آوازوں سے الفاظ بنتے ہیں۔ الفاظ جب مخصوص ترکیبوں میں آتے ہیں تو جملے وجود میں آتے ہیں۔ اس طرح آواز سے لے کر جملے تک ایک نظام ہوتا ہے ایک لفظ گلاب ہے۔ یہ پانچ آوازوں سے مل کر بنا ہے گ + اُ + ل + ا + ب ان پانچ آوازوں کی ایک خاص ترتیب سے ایک خاص معنی کے لیے لفظ تشکیل پایا ہے۔ ڈاکٹر اقتدار حسین خاں لکھتے ہیں کہ لسانیات کی رو سے زبان کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے ''زبان ایک ایسے خود اختیاری اور روایتی صوتی علامتوں کے نظام کو کہتے ہیں جسے انسان اپنے سماج میں اظہار خیال کے لیے استعمال کرتا ہے''۔ انھوں نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ زبان دراصل آوازوں یا اصوات کا مجموعہ اور ترتیب ہے۔ یہاں صوتی سے مراد آوازوں سے ہے جو انسان اپنے اعضائے تکلم سے پیدا کرتا ہے۔ ڈاکٹر سید حمید الدین شرفی رقم طراز ہیں ''اصطلاح میں زبان سے مراد وہ مخصوص آوازیں ہیں جو انسان بالمقصد نکالتا ہے اور جن کے ذریعے اپنا ذہنی مفہوم واضح کرتا ہے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ زبان سے انسان اپنا مافی الضمیر دوسروں پر ظاہر کرتا ہے۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کہتے ہیں کہ زبان' خیالات کا ذریعۂ اظہار ہے۔ اس کی بدولت وہ اپنے سارے تجربات، خیالات، جذبات، احساسات دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ گویا زبان ہی سماج اور تہذیب کی شیرازہ بندی کرتی ہے۔ زبان کی فطرت سے واقفیت، سماجی کارکن کے لیے بہت ضروری ہے۔

زبان میں اتنی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ جو بھی نئی چیز دیکھتی ہے اس کے لیے لفظ اختراع کر لیتی ہے۔ انسان اپنے خیالات کے اظہار کے لیے علامتیں استعمال کرتا ہے۔ یہ دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ۱۔ صوتی ۲۔ غیر صوتی۔

صوتی علامتیں وہ علامتیں ہیں جو اعضائے صوت کی مدد سے تلفظ ہو کر لفظوں کی شکلوں میں ظاہر ہوتی ہیں لفظ ایک یونٹ ہے جو کسی چیز یا عمل کی نمائندگی کرتا ہے۔ غیر صوتی علامتوں کی مثالیں یہ ہیں۔ چوراہوں پر استعمال ہونے والی ہری، لال، پیلی بتیاں، سڑکوں پر تیروں کے نشان، کالا فیتہ کراس کا نشان وغیرہ۔

زبان کا وجود ان علامتوں پر منحصر ہوتا ہے جو بامعنی ہوتی ہیں۔

زبان میں بنیادی اکائیاں (Units) آوازیں ہیں۔ آوازوں اور ان کے معنوں میں کوئی فطری تعلق یا منطقی تعلق نہیں ہوتا۔ اس لیے سب زبانیں علاحدہ علاحدہ ہیں۔ یہ تعلق اگر فطری یا منطقی ہوتا تو دنیا کی تمام زبانوں میں کوئی فرق نہ ہوتا بلکہ ایک جیسی ہوتیں۔ زبان کا استعمال صرف صوتی علامت ہی کے لیے مخصوص کرلیا گیا ہے۔

1.2.1 معیاری زبان

زبان بولیوں کے مجموعے کا نام ہے لیکن جب ہم کسی کتاب میں ہندی، اردو یا انگریزی زبان کے نمونے پڑھتے ہیں تو اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ یہ الفاظ زبان کی ہر بولی کا مشترک حصہ ہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ زبان کی سب سے اہم بولی کو معیاری زبان قرار دیا جاتا ہے۔ معیاری زبان صرف پر تکلف موقعوں کے لیے ہوتی ہے۔ کلاس روم، عدالت، اسمبلی، لیکچر ہال وغیرہ میں بھلے ہی باقاعدہ ٹکسالی معیاری زبان بولی جائے، گھر میں آکر ہر شخص کا رجحان بولی کی طرف ہوجاتا ہے۔ ادبی زبان ان آسائشوں کی طرح ہے جو خواص کے لیے ہوتی ہے مثلاً موٹر، ٹیلیفون، قصر وایوان۔ تہذیب کے فروغ کے لیے ان سبھی کی ضرورت ہے۔

معیاری زبان تعلیم وادب، نظم ونسق، تہذیب اور مجلس کی زبان ہوجاتی ہے۔ اس لیے اس کی اہمیت، وقعت روز افزوں ہوتی ہے۔ معیاری زبان مختلف بولیوں کے درمیان مشترک زبان کا کام دیتی ہے۔ معیاری زبان میں بات چیت کرنا تہذیب اور مرتبت کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ پڑھے لکھے اور دولت مند طبقے کے لوگ زبان کا پاکیزہ روپ استعمال کرتے ہیں۔

معیاری زبان کے کئی روپ ہوتے ہیں جیسے (۱) ادبی زبان سب سے زیادہ فصیح اور قواعد وضوابط میں جکڑ بند ہوتی ہے۔ (۲) دوسرے موضوعات کی تحریری زبان ہوتی ہے مثلاً اخبار یا تاریخ وجغرافیہ کی کتابوں کی زبان۔ کتابوں میں زبان جس طرح لکھی جاتی ہے اس طرح کوئی بولتا نہیں ورنہ گفتگو کو مصنوعی اور کتابی کہا جائے گا۔ اس طرح تقریر کو روزمرّہ تحریر میں پیش نہیں کیا جاتا۔ بولنے میں جلدی کی خاطر لفظوں کے تلفظ کو کچھ نہ کچھ مختصر اور مسلسل کیے بغیر چارہ نہیں۔ (۳) معیاری زبان سے قدرے مختلف بعض پیشوں کی زبان ہے مثلاً انجینئر، ڈاکٹر، وکیل، مذہبی قائدین، کھلاڑی، ہندوستانی طلباء کی زبان میں انگریزی الفاظ، مولویوں کی زبان میں عربی وفارسی الفاظ، پنڈتوں کی بھاشا میں سنسکرت الفاظ کی بہتات ہوتی ہے۔ معیاری زبان اور بولیاں ایک دوسرے کو متاثر بھی کرتی ہیں۔ انبالے کی ہندی پر ہریانی کا اثر ہے اور بنارس کی ہندی پر بھوجپوری کا اثر ہے۔ اردو کی دکھنی بولی پر مراٹھی کے اثرات ہیں۔ لہجے کے سلسلہ میں آندھرا کی اردو، تلگو لہجے میں بولی جاتی ہے۔ میسور کی اردو، کنڑ لہجے میں بولی جاتی ہے۔

1.2.2 معیاری بولی یا معیاری زبان کب اور کیسے بنتی ہے؟

معیاری بولی یا معیاری زبان بننے کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔

(1) بولنے والوں کی اہمیت یا مقام کی اہمیت سے کوئی بولی اہم ہو کر معیاری ہو جاتی ہے

(2) سیاسی اقتدار والے علاقے مثلاً راج دھانی کی بولی، معیاری زبان بن جاتی ہے جیسے دلّی کی اردو، لندن کی انگریزی، روم کی لاطینی بولیاں اپنی زبان کی معیاری شکل قرار پائیں۔ پونا کی مراٹھی بھی اسی وجہ سے معیاری مانی گئی۔

(3) کسی مقام کی دینی برتری بھی وہاں کی بولی کو اہم کر دیتی ہے جیسے متھرا کی برج بھاشا اور اودھی کو زبان کا مرتبہ حاصل تھا۔ امرتسر کی بولی کو پنجاب کی معیاری زبان قرار دینے کی بھی یہی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ وہ سکھوں کا مقدس مقام ہے۔

(4) جس بولی میں جتنا ادب ہوگا اسی مناسبت سے اس کی اہمیت ہوگی۔ مغربی ہندی کی بولیوں میں ماضی میں برج اور آج کھڑی بولی سب سے اہم ہے۔ مشرقی ہندی میں اودھی بقیہ دو بولیوں یعنی بھگیلی یا چھتیس گڑھی سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اس لیے اودھی کے ادب کی کیفیت وکمیت زیادہ ہے۔

(5) بعض وقت علاقائیت کا جذبہ بولی کو ایک وقعت عطا کرتا ہے۔ میتھلی اور راجستھانی کو زبان کا مرتبہ دلانے کی ایک کمزور سی تحریک ہے۔ اس کے لیے ان بولیوں میں ادب کی کچھ نہ کچھ تخلیق کی جا رہی ہے۔ بھوجپوری میں فلمیں بن رہی ہیں۔

(6) لسانی تاریخ میں یہ عام بات ہے کہ بولیاں ایک دوسرے سے جدا ہو کر مختلف زبانیں بن جاتی ہیں۔ اطالوی، فرنچ، جرمن، ڈچ کسی زمانے میں ایک زبان کی دو بولیاں تھیں۔ یہ ممکن ہے کہ سو دو سو سال میں برطانیہ اور امریکہ کی انگریزی یا ہندوستان اور پاکستان کی اردو دو مختلف زبانیں ہو جائیں۔

(7) معیاری زبان میں پھیلنے کا رجحان ہوتا ہے۔ وہ پاس پڑوس کی بولیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ روم کی لاطینی بولی آس پاس کی کئی بولیوں کو کھا گئی۔

(8) بولی عوام میں گھڑی جاتی ہے اور اس میں صلاحیت ہوتی ہے تو وہ ادبی درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ ادبی زبان کے بننے سنورنے میں وقت لگتا ہے۔ اس عمل میں صدیاں گذر جاتی ہیں اور جب دوسری بولی یا نیا روپ وجود میں آتا ہے تو پہلے والی زبان دھندلکے میں آ جاتی ہے۔ اس میں بھی کافی وقت گذر جاتا ہے۔ غرض زبانوں کے وجود عدم کا معاملہ رات اور دن جیسا ہے۔ جس طرح رات میں سے دن نمودار ہوتا ہے اور دن میں سے رفتہ رفتہ رات نکل آتی ہے۔

1.2.3 بولی

بولی زبان کی ذیلی شاخ ہے۔ زبان کا علاقہ جتنا بڑا ہوگا اتنی ہی زیادہ اس میں بولیاں ہوں گی اگر ان علاقوں کے لوگ ایک دوسرے سے کم مل پاتے ہوں گے تو تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بولیوں کا فرق ہوتا جائے گا۔ غیر متمدن قبائل میں چوں کہ نقل مکانی کم ہے اس لیے ان زبانوں میں بولیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ انڈونیشیا کے جزیرہ Celebes میں سینکڑوں بولیاں ہیں۔ نیو گنی میں اس سے بھی زیادہ ہیں۔

گفتگو عموماً بولی میں ہی کی جاتی ہے۔ اس کے بولنے والوں کو کسی لسانی اختلاف کا احساس نہیں ہوتا۔ بولی انسان کی بنیادی ضرورتوں ہوا، پانی، سادہ خوراک کی طرح ہے۔ تعلیم سے محروم یا معاشی اعتبار سے کم لوگ زبان کو کسی قدر مسخ کر کے بولتے ہیں۔ ان کی زبان کو ہم پست معیاری زبان Sub-standard language کہیں گے۔ اسے شہر کے کم پڑھے لکھے لوگ، کم طبقے کے لوگ، متوسط طبقے کے نچلی سطح کے افراد Lower Middle Class' کاری گر' مستری' خوانچے والے، چھوٹے دوکاندار استعمال کرتے ہیں۔ گویا یہ معیاری زبان کی غیر فصیح شکل ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ملک کی مشترک زبان کے طور پر یہی رائج ہوتی ہے۔

بڑی زبانوں کی بولیاں بھی خاصے بڑے علاقے پر پھیلی ہوتی ہیں۔ یہ کچھ اور ذیلی بولیوں Sub-dialects میں تقسیم ہوجاتی ہیں۔ یہ مشہور بات ہے کہ ہر بارہ کوس کے بعد پانی اور بانی (آواز) بدل جاتی ہے۔ مغربی ہندی کی ایک بولی ہے کھڑی بولی۔ کھڑی بولی کی ذیلی بولیاں سہارنپور کی بولی، ضلع بجنور کی بولی، رامپور کی بولی وغیرہ۔ ان علاقوں کے رہنے والے ان کے نازک اختلافات کو بخوبی پہچانتے ہیں۔ بولی کی سب سے زیادہ مسخ شدہ شکل گنوارو بولی پیٹوا (Pataois) کہلاتی ہے۔ اس کا علاقہ مختصر ہوتا ہے۔ یہ بولی غیر مہذب اور جاہلانہ بھی سمجھی جاتی ہے۔ جس طرح معیاری بولی کی غیر فصیح شکل کو پست معیاری بولی کہا گیا ہے۔ اسی طرح علاقائی بولی کے پست تر گروپ کو گنوارو بولی کہہ سکتے ہیں۔

رینان اور میکس مولر کے مطابق ابتداء میں انسانی بولیاں متعدد ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھیں۔ ان کے اختلافات کم ہوتے گئے اور وہ ایک زبان کی شکل میں گھٹ گئیں۔ یہ بالکل اسی طرح جیسے کہ شروع میں خاندان، گوتر ذات پات اور قبیلے تھے جو بعد میں قوم کی شکل میں منظّم ہوگئے۔ وھٹنے ایک امریکی ماہر لسانیات ہے۔ اس نے اس نظریے کی مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ زبان پہلے آئی اور وہ آہستہ آہستہ بولیوں میں تقسیم ہوگئی۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ بولیاں خود زبان کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔

1.2.4 زبانوں کا زوال' خاتمہ یا ان کا دوبارہ بولیوں میں تبدیل ہو جانا کب اور کیسے ہوتا ہے

(1) اگر کسی وجہ سے معیاری زبان کی اہمیت کم ہوجاتی ہے تو وہ محض بولی ہو کر رہ جاتی ہے اور پھر کوئی دوسری بولی معیاری زبان کا مرتبہ حاصل کر لیتی ہے۔ شاہجہاں کے عہد تک جب آگرہ ہندوستان کا دارالخلافہ تھا تو برج ہندی کا معیاری روپ تھی اور کھڑی

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-32. IMC LIBRARY

بولی محض ایک بولی تھی۔ شاہجہاں نے جب دارالسلطنت دلّی کو منتقل کر دیا تو کھڑی بولی معیاری زبان ہوگئی اور برج محض ایک بولی ہو کر رہ گئی۔

(2) کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ زبان زوال پذیر ہو کر محض بولی رہ جاتی ہے۔ برج اور اودھی کو عہد وسطیٰ میں زبان کا درجہ حاصل تھا۔ اب وہ ہندی کی بولیاں ہو کر رہ گئی ہیں۔ میتھلی اور راجستھانی کو بھی ہندی والے بولی قرار دینا چاہتے ہیں۔ کون جانے کہ آئندہ زمانے میں پنجابی بھی ہندی کی بولی بن کر رہ جائے۔

(3) معیاری زبان ادب اور قواعد کی پابندی کرتی ہے۔ یہ روایت پسند اور ماضی پرست ہو جاتی ہے۔ آخر کار معیاری زبان کو بولی کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔ شروع شروع میں وہ جن لسانی تبدیلیوں پر ناک بھوں چڑھا کر انھیں تحقیر کے ساتھ ٹکسال باہر قرار دیتی ہے۔ ایک عرصے کے بعد اسے وہی اختیار کرنی پڑتی ہیں۔ معیاری بولی کی زندگی کی شرط یہ ہے کہ وہ بولیوں کی طرف سے مغائرت نہ برتے اور ان کے ذخیرۂ الفاظ سے استفادہ کرتی رہے ورنہ سنسکرت کی طرح قواعد بند ہو کر ٹھٹھر جائے گی۔

(4) لغت اور قواعد کے زیادہ احترام کے باعث بعض اوقات زبانیں مر بھی جاتی ہیں یعنی ان کا بولنے والا کوئی نہیں رہتا مثلاً سنسکرت اور عبرانی۔

(5) دوسری کئی وجوہ سے بھی زبانیں مردہ ہو جاتی ہیں یعنی کبھی تو ان کے بولنے والے تنازع للبقاء میں پسپا ہو کر ختم ہو جاتے ہیں جس طرح تسمانیہ والے گئے گزرے ہو گئے [illegible]بی ہند میں ٹوڈا تقریباً ختم ہو چکے ہیں یا ریڈ انڈین روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں۔

(6) بعض صورتوں میں ایک زبان کے بولنے والے سیاسی یا تہذیبی حیثیت سے دوسری زبانوں کے زیر اقتدار آ کر آہستہ آہستہ اپنی زبان کو ہاتھ سے گنوا دیتے ہیں۔ امریکہ کے حبشیوں نے اپنی زبانیں چھوڑ کر انگریزی اختیار کر لی ہے۔ آئرلینڈ میں جہاں کی زبان انگریزی سے مختلف خاندان کی تھی اب عام طور سے انگریزی بولی جاتی ہے۔ ماضی کے دھندلکے میں متعدد چھوٹی زبانیں کالعدم ہو گئی ہیں۔ ان کی تعداد زندہ زبانوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔

1۔ زبان کی تعریف کیجیے۔ معیاری زبان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

2۔ بولی کسے کہتے ہیں؟ زبانوں کے زوال یا خاتمہ کے اسباب کیا ہیں؟

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY MANUU
Accn. No. UL-03
Date 03.08.2015
HYDERABAD

1.3 ہندوستان کے قدیم باشندے

ہندوستان ایک وسیع وعریض ملک ہے جس میں کہیں اونچے پہاڑ' گہری ندیاں' زرخیز زمین' لہلہاتے کھیت' برف سے ڈھکی چٹانیں' خوبصورت وادیاں' خوشنما اور خوشبو سے مہکتے باغات' خوبصورت مناظر' کہیں گھنے جنگل ہیں اور کہیں ریگستان' کہیں زمین سونا اگلتی ہے اور کہیں دیگر معدنیات نکلتے ہیں۔ یہاں کی ثقافت دنیا کی قدیم ترین ثقافتوں میں ہے۔ اس کی تاریخ گذشتہ پانچ ہزار سال پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہاں صوفیا' سادھو' سنت سبھی آتے رہے ہیں۔ یہاں کی تہذیب مشترکہ تہذیب ہے۔ مختلف مذاہب کے لوگ' مختلف زبانیں بولنے والے' مختلف رسوم ورواج غرض اس کی رنگارنگی ایک خوبصورت گلدستہ کی مانند ہے۔ یہاں وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت کا حسن ملتا ہے۔ زمانۂ قدیم سے لوگ یہاں بستے ہیں اور باہر سے آتے رہے ہیں۔ ذیل میں ہندوستان کے چند قدیم باشندوں کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

(1) نگریٹو (Negretos): یہ آفریقہ کے کچھ قبائل تھے جو ترک وطن کر کے زرخیز زمینوں کی تلاش میں ہندوستان آئے تھے۔ ان آفریقی قبائل کے کچھ نشانات جزائر انڈمان میں پائے جاتے ہیں۔

(2) پروٹو آسٹرلوائیڈ (Proto-Australoid): یہ فلسطین سے آئے تھے۔ انہوں نے ہندوستان کے علاوہ سیلون، برما، ملایا، اور آسٹریلیا کا بھی رخ کیا اور وہاں آباد ہوئے۔

(3) آسٹرک (Ausrtic): آسٹرک بحرۂ روم کے علاقے سے آئے تھے اور انہوں نے عراق کے راستے سے یہ سفر طے کیا تھا۔ یہ شمالی ہندوستان کے بعض حصوں میں بس گئے۔ انہی میں سے کچھ لوگ ہندچین اور انڈونیشیا چلے گئے تھے۔

(4) دراوڑی (Dravidians): یہ لوگ بحرۂ روم اور ایشیائے کوچک کے باشندے تھے۔ وہاں سے نکل کر یہ لوگ کافی عرصہ عراق میں رہے پھر بلوچستان ہوتے ہوئے ہندوستان پہنچے۔ تقریباً ساڑھے تین ہزار قبل مسیح میں انہوں نے ہندوستان کو اپنا وطن بنایا۔ یہ لوگ پنجاب اور سندھ کے علاقہ ہڑپا اور موہنجوداڑو میں آباد ہوئے۔ ان کے دو چار گروہ جو کنڑی، تلگو، تامل اور ملیالم زبانیں بولتے ہیں، تہذیبی وتمدنی اعتبار سے بہت زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ ان کا اثر قریب قریب سارے ہی جنوبی ہند پر پایا جاتا ہے۔ دراوڑی زبانیں بولنے والوں کی تعداد خاصی بڑی ہے۔ شکاگو یونیورسٹی میں ان کا شعبہ قائم ہے۔ وسکانسن اور یونیورسٹی آف کیلی فورنیا اور کچھ گشتی اسکول بھی ہیں جہاں کوئی نہ کوئی دراوڑی زبان پڑھائی جاتی ہے کیوں کہ اس حقیقت کو اب دوسرے ممالک کے لوگ جاننے لگے ہیں کہ ان کے متعلق واقف ہوئے بغیر ہندوستان کی پورے طور پر آگہی نہیں ہوسکتی۔

ہندوستان کی تہذیب وتمدن کی بنیاد دراوڑیوں ہی نے رکھی۔ اپنے عہد میں دراوڑی تہذیب دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ تہذیبوں میں شمار ہوتی تھی۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت ہڑپا اور موہنجوداڑو ہیں۔ جس تہذیب نے ہندوستان میں ہڑپا اور

موہنجوداڑو کو تخلیق کیا وہ ہندوستان سے عراق، اور مصر تک پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے دریائے سندھ کی وادی میں کئی شہری ریاستیں بنالی تھیں۔ وادیٔ سندھ کے آس پاس کے علاقوں میں صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان میں اس تہذیب کے نمونے موجود ہیں۔ یہ تہذیب مشرقی پنجاب، مغربی یو پی اور راجپوتانے تک پھیلی ہوئی تھی۔

دراوڑی تہذیب خاصی قدیم تھی۔ دراوڑیوں نے زراعت کو ترقی دی، آب رسانی کے لیے دریاؤں پر پشتے باندھے تھے اور فصیلوں سے گھرے ہوئے شہر تعمیر کیے تھے۔ ان کے یہاں صنعت وحرفت بہت ترقی کر چکی تھی۔ سوتی اور اونی کپڑوں کی بنائی اور رنگائی، سونے چاندی کے جڑاؤ زیور بنانا ان کی خاص صنعتیں تھیں۔ مغربی اور مشرقی ایشیاء کے ملکوں سے بحری تجارت کرتے تھے۔ ان کا اپنا الگ رسم الخط، ہندسے اور تقویم تھی۔ آریا جب ہندوستان آئے تو انہوں نے دراوڑی تہذیب سے استفادہ کیا۔ ہندوستان میں آریاؤں کے پہلے گروہ کی آمد پر ان کا مقابلہ دراوڑیوں سے ہوا۔ آریاؤں نے دراوڑیوں کو شکست دی، انھیں جنوبی ہندوستان کی طرف دھکیل دیا اور خود شمالی ہندوستان کے اکثر حصوں پر قابض ہوگئے۔ آریاؤں نے دراوڑی تہذیب کے بہت سے عناصر قبول کیے جن میں دیومالا کے تصورات، کھانے پینے کی چیزوں میں پان سپاری اور لباس میں دھوتی ساری وغیرہ شامل ہیں۔ دراوڑیوں نے بھی آریائی اثرات قبول کیے۔

(5) آریا: آریا قوم 1500 قبل مسیح میں اپنے وطن وسط ایشیا سے روانہ ہوئے، ایران، افغانستان میں کچھ عرصہ ٹھہر کر ہندوستان آئے اور پھر یہیں کے ہو رہے وہ مختلف جتھوں کی شکل میں ہندوستان وارد ہوئے۔ ہندوستان آمد پر ان کا مقابلہ مقامی باشندوں' دراوڑیوں سے ہوا۔ آریاؤں نے انھیں جنوب کی طرف دھکیل دیا اور خود شمالی ہندوستان پر قابض ہوگئے۔

تلاش معاش اور فراہمی روزگار کے مقصد سے آریا ہندوستان کے زرخیز علاقوں میں وارد ہوئے اور یہاں زراعتی زندگی اختیار کی۔ ہندوستان میں داخلے کے وقت انھیں مقامی باشندوں کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، کبھی تو معرکہ آرائی، اور کشاکش سے بھی گزرنا پڑا۔ انھیں دراوڑیوں پر جسمانی برتری حاصل تھی، جنگی صلاحیتوں میں بھی آگے تھے۔ آریاؤں کو ہمیشہ فتح ہوتی رہی۔ آریا اپنے ساتھ اپنی زبان، اپنی تہذیب، اپنے عقائد لائے لیکن یہاں کی دراوڑی تہذیب کے بہت سے عناصر قبول کیے اور بہت کچھ انہیں دیا بھی ہے۔

(6) منگول نسل کے لوگ بھی مختصر عرصہ کے لیے ہندوستان آئے۔ ان کی یادگار آسام اور نیپال کی پہاڑی بولیاں ہیں۔ یہ لوگ آریاؤں کے بعد آئے اور ہمالیہ کے دامن میں بس گئے۔ یونانی لوگ ہندوستان آئے۔ یونانیوں کے بعد شاک اور ہن آتے رہے۔ انہوں نے ہندوستانی تہذیب پر بہت ہی معمولی اثر چھوڑا کیوں کہ ان کا اختلاط وقتی تھا۔

(7) شاکا اور کشان وسط ایشیا کے خانہ بدوش قبیلے تھے ان کے بعد ہون (Hun) گروہ بھی ہندوستان آیا۔

(8) عرب تاجر قبل اسلام جنوبی ہند آ کر بس گئے۔ ایرانی بھی عرب تاجروں کے ساتھ شریک تھے۔712ء میں محمد بن قاسم کے ساتھ مسلمان یہاں آئے اور یہ سلسلہ سلطنت مغلیہ کے سولھویں صدی عیسوی میں استحکام تک جاری رہا۔ پرتگیزی، ڈچ اور بعد میں دیگر یوروپی اقوام کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔

1۔ ہندوستان کے قدیم باشندوں کے بارے میں ایک جامع نوٹ لکھیے۔

1.4 آریاؤں کی آمد

آریاؤں کا اصلی وطن وسط ایشیا کا ایک خشک پہاڑی علاقہ تھا۔ انھیں اس علاقے کو چھوڑ کر زرخیز زمین اور اپنے جانوروں کے لیے گھاس کے میدانوں کی تلاش میں اپنے وطن کو خیر باد کہنا پڑا۔1500 قبل مسیح میں آریا ہندوستان آئے۔ آریا وسط ایشیاء سے آئے تھے۔ ان کے راستے میں مشرقی ایران، افغانستان اور دوسرے مقامات آئے لیکن وہ وہاں صرف تھوڑا تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرے اور ہندوستان کے زرخیز میدان میں پہنچ کر ایسے ٹھہرے کہ پھر کہیں نہ گئے۔ آریا لوگ پہلے سندھ میں داخل ہوئے وہاں سے پنجاب میں پھیلے اور پھر مشرقی ہندوستان میں آباد ہونا شروع ہوئے۔ آریا ایک ہی وقت میں سارے کے سارے مل کر ہندوستان میں وارد نہیں ہوئے بلکہ رفتہ رفتہ مختلف جتھوں کی شکل میں آتے رہے۔ یہاں پر آریا سیاسی دبدبہ اور عسکری طاقت کے ساتھ نہیں آئے اور نہ اقتدار وحکومت ان کا مقصد تھا بلکہ محض آبادکاری، تلاش معاش اور فراہمی روزگار ان کی غائت تھی۔ ہندوستان آنے کے کچھ ہی عرصے بعد انہوں نے زراعتی زندگی اختیار کر لی۔

ہندوستان میں آریاؤں کو بآسانی داخلہ نصیب نہ ہوا بلکہ مقامی باشندوں کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ سخت معرکہ آرائیاں بھی ہوئیں۔ وقتاً فوقتاً جب بھی کوئی نیا جتھا آتا اسے مقامی لوگوں کے ساتھ کشاکشی کرنی پڑتی۔ بالعموم آنے والے کامیاب ہوتے اور اپنے لیے یہاں جگہ پیدا کر لیتے یہی صورت حال رہی پھر آہستہ آہستہ یہ بات باقی نہ رہی۔ بعد میں آنے والوں کے لیے آسانیاں پیدا ہوتی گئیں۔ آریاؤں کے بہ زور داخلہ کے بعد مقامی باشندوں اور نو واردوں کے درمیان زیادہ دنوں تک اجنبیت باقی نہ رہی۔ آہستہ آہستہ روادارانہ فضا پیدا ہونے لگی۔ وہ ایک دوسرے سے مفاہمانہ رویہ اپنائے۔ طرز معاشرت، مذہبی عقائد اور زبانیں آپسی میل جول سے متاثر ہونے لگیں۔ یہ اور بات ہے کہ آریا بعد میں اپنی انفرادیت اور شناخت کی برقراری کے لیے مقامی باشندوں کے ساتھ ویسے روادار باقی نہ رہے جیسے یہاں قدم جمانے تک تھے۔

آریاؤں کو مقامی باشندوں، دراوڑیوں پر جسمانی برتری حاصل تھی، آریا جنگ کے بہترین طریقوں سے واقف بھی تھے اس لیے انہوں نے مقامی باشندوں کو ان کے علاقوں سے نکال کر جنوبی ہند میں دھکیل دیا اور خود شمالی ہندوستان کے اکثر حصوں پر قابض

ہو گئے۔ آہستہ آہستہ ان نسلوں میں مفاہمت پیدا ہونا شروع ہوئی، نفرتیں دور ہوئیں اور آپس میں گھل مل گئیں۔ آریا دراوڑی تہذیب اوران کے تمدن سے ضرور متاثر ہوئے۔ انہوں نے یہاں کی معاشرت سے بہت کچھ سیکھا۔ انہوں نے بہت کچھ دیا بھی ہے۔ اگر وہ یہ چاہتے کہ یہاں سے کچھ نہ لیں یعنی یہاں کے مطابق نہ ہوں بلکہ یہاں کے لوگوں کو کلیتاً اپنے مطابق بنالیں تو یقیناً وہ یہاں اس قدر بارآور نہ ہو سکتے تھے اور ہندوستان کی تہذیب وہ نہ ہوسکتی جو ان کے آنے کے بعد یہاں کے عناصر کو شامل کر کے ہوسکی۔ یہاں کی دنیا ایران کی دنیا سے مختلف تھی۔ یہاں دراوڑی اور دوسری قوموں کے لوگ آباد تھے جن کی مخصوص تہذیب تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آریائی زبان، آریائی مذہب اور آریائی زندگی سب پر اس اختلاط کا اثر پڑا۔ بعض چیزوں میں یہ اثر کچھ گہرا تھا بعض میں بالکل معمولی۔ دراوڑی تہذیب کو آریاؤں کی آمد نے وندھیاچل سے جنوب میں دھکیل دیا۔ دراوڑی تہذیب کے اثرات آریوں کے غلبے کے باوجود اس تہذیب میں بکثرت دیکھے جاسکتے ہیں جو آریوں کے شمالی ہند میں پھیل جانے کے بعد وجود میں آئی۔ یعنی فاتح قبائل کے اثرات کے ساتھ مفتوح قبائل کے اثرات بھی اپنا کام کرتے رہے۔ گو آریوں کے مقابلے میں ہندوستان کے قدیم بسنے والے ٹھہر نہ سکے اور عام طور سے شمالی ہند کے میدان خالی کر کے جنوب میں چلے گئے لیکن نہ تو سب ہی کا جانا ممکن تھا اور نہ آریا فاتحین کے لیے مفید۔ اس لیے ان میں نسلی اختلاط بھی ہوا۔

آریا اپنے ساتھ اپنی تہذیب لائے، اپنی زبان، اپنے عقائد لائے۔ یہ کھیتی باڑی کی معلومات بھی رکھتے تھے۔ ہندوستان کو آریاؤں کی سب سے بڑی دین زبان تھی۔ قدیم آریائی تہذیب کی ایک اور بڑی دین براہمی رسم الخط ہے جس کا ارتقا ہندوستان میں ہوا اور جو ہندوستان کی تمام زبانوں کی لکھاوٹوں (سوائے اردو) کا ماخذ ہے اور جسے آریوں نے شروع سے اپنی زبانوں کے لیے استعمال کیا ہے۔ دراوڑی جنوبی ہند میں سمٹ کر رہ گئے تھے اس لیے ملک کے دوسرے حصوں میں ان کی زبانوں (تامل، تلگو، ملیالم اور کنڑ) کو فروغ کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ اس کے برعکس آریا تمام ملک میں پھیلے اور اس وجہ سے ان کی زبان بھی پورے ملک میں پھیل سکی۔

ہندوستان آنے سے پہلے آریا مختلف ذاتوں میں تقسیم نہیں ہوئے تھے۔ جب تک ذات پات کا نظام نہ تھا اس وقت تک زبان میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا تھا۔ آریاؤں کے ہندوستان آنے کے بعد ذات پات کے نظام (برہمن، چھتری، ویش، شودر) کے ساتھ مختلف ذاتوں کی زبانوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہو گیا۔ سنسکرت اونچے طبقے کی تہذیب یافتہ زبان ہو گئی تھی اور مختلف پراکرتیں جو اس دور میں رائج رہیں، عوام کی فطری بولیاں بنی رہیں۔ تہذیبی سرمایہ سنسکرت کے گہوارے میں پروان چڑھا تھا۔ ڈراموں میں برہمن، بادشاہ، وزیر اور امیر کبیر کی زبان سے اسے بلوایا جانے لگا تھا۔ عورتوں اور عام لوگوں کی زبان پر پراکرتیں رواں رکھی جاتی تھیں۔ قواعد دانوں اور اعلیٰ ذات والوں نے حد بندیوں میں سختی کی تاکہ سنسکرت صرف خواص کی زبان پر آئے اور عوام کی زبانوں پر نہ آئے اور اس کا تقدس اور معیار برقرار رکھا جاسکے۔ اس سختی اور معیار بندی سے بھی پراکرتوں کو فائدہ پہنچا اور ان کے ارتقا کا دروازہ مزید کھل گیا۔

آریوں نے دراوڑی مذہب اور تہذیب کے بہت سے عناصر قبول کیے، بعض دیوی دیوتاؤں کے تصورات اور دیومالا، کچھ کھانے پینے کی چیزیں (پان سپاری) اور لباس (دھوتی اور ساری) وغیرہ۔ دراوڑی زبانوں کا آریائی زبان کی قواعد اور صوتیات پر کافی اثر پڑا اور آریائی زبان نے ہند ایرانی منزل سے گزر کر ہند آریائی شکل اختیار کر لی۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔

1۔ ہندوستان میں آریاؤں کی آمد اور بعد کے حالات پر روشنی ڈالیے۔

1.5 لسانی صورت حال

1.5.1 زبانوں کی گروپ بندی

دنیا کے مختلف خطوں اور علاقوں میں مختلف زبانیں اور بولیاں بولی جاتی ہیں۔ ماہر لسانیات نے دنیا کی کل زبانوں کی تعداد مقرر کرنے کی کوشش کی جس میں مقامی بولیاں شامل نہیں کی گئیں۔ مشہور زبانوں کی تعداد قیاساً دو ہزار سات سو چھیانوے (2796) بتائی جاتی ہے۔ ان میں سے بعض زبانیں آپس میں ملتی جلتی ہیں یعنی باہم مماثلت رکھتی ہیں اور بعض ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ جو زبانیں باہم مماثلت رکھتی ہیں یعنی جن زبانوں میں لسانیاتی بنیادوں پر یکسانیت پائی جاتی ہے انھیں ایک گروہ یا زمرے میں رکھا گیا ہے۔ زبانوں کے اسی گروہ یا زمرے کو لسانی خاندان (Language Family) کہتے ہیں۔ لسانی خاندان کے لیے خاندان السنہ (زبانوں کا خاندان کی اصطلاح) بھی استعمال کی جاتی رہی ہے دنیا کی زبانوں کو آٹھ اہم گروہوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ (۱) سامی (۲) افریقی بانتو (۳) دراوڑی (۴) ہند چینی (۵) ملائی خاندان (۶) منڈا (۷) امریکہ کی عہد قدیم کی زبانیں (۸) ہند یوروپی خاندان۔

ہند یوروپی خاندانِ السنہ کی مشہور شاخیں یہ ہیں۔ (۱) آرمینین (۲) بالٹک یا سلافی خاندان (۳) البانوی (۴) یونانی (۵) اطالوی (۶) کیلٹک (۷) ٹیوٹائی (۸) ہند ایرانی خاندان۔ ہمارے موضوع کا تعلق ہند ایرانی خاندان سے ہے۔ ہند ایرانی خاندان دو مشہور خاندانوں میں بٹ گیا۔ (۱) ایرانی خاندان (۲) ہند آریائی خاندان۔

ہندوستان میں آریائی گروہوں کی شکل میں آئے۔ اندازہ ہے کہ وہ پندرہ سو (1500) قبل مسیح اور بارہ سو (1200) قبل مسیح کے درمیان مغربی ہندوستان میں بس چکے تھے۔ آریا وسط ایشیا سے آئے تھے۔ ان کے راستے میں ایران، افغانستان اور دوسرے مقامات آئے لیکن وہ وہاں کچھ عرصہ ٹھہر کر ہندوستان آ گئے۔ وہ اپنے ساتھ آریائی زبان لیتے ہیں۔ اردو کا تعلق ہند آریائی زبان سے ہے۔ اس لیے ہم اس کا مطالعہ قدرے تفصیل سے کرتے ہیں۔

1.5.2 ہندآریائی کے ادوار

- ہندآریائی
  - قدیم ہندآریائی — 1500ق م تا 500ق م (1000سال)
    - ویدک سنسکرت — 1500ق م تا 1000ق م (500سال)
    - کلاسیکل سنسکرت — 1000ق م تا 500ق م (500سال)
  - وسطی ہندآریائی دور — 500ق م تا 1000ء (1500سال)
    - پالی — 500ق م تا مولودمسیح یعنی ایک عیسوی (500سال)
    - پراکرت — مولودمسیح (ایک عیسوی) تا500ء (500سال)
    - اپ بھرنش — 500ءتا1000ء (500سال)
  - جدید ہندآریائی دور — 1000ءتاحال

بعض لوگ ان تاریخوں کوسوسال ادھرادھر کر کے پیش کرتے ہیں یعنی کلاسیکل سنسکرت اور پالی کی حد 500ق م کی بجائے 600ق م پر اور پراکرت اوراپ بھرنش کے ڈانڈے 500ء کی بجائے 600ء قرار دیتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ زبانیں سوپچاس سال میں نہیں بدلی جاتیں۔ان میں عبوری دور سودوسوسال کا ہوتا ہی ہے۔اس لیے 500 اور 600 میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔یہ حد بندی بھی محض ایک سہولت معلوم ہوتی ہے ورنہ دودومنزلیں بہ یک وقت کئی سوسال تک ملی جلی چلتی ہیں۔بعض وقت تو یہ زمانی تعین محض دھوکا معلوم ہونے لگتا ہے۔

1.5.3 قدیم ہندآریائی دور 1500 ق م تا 500ق م(1000سال)

اس کے بھی دوادوار ہیں پہلے دور کوویدک سنسکرت یاویدک زبان کہتے ہیں۔دوسرے دور کوعوامی سنسکرت (لوکک سنسکرت) یا کلاسیکل سنسکرت کہتے ہیں۔کبھی کبھی سنسکرت کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے اورحقیقت یہ ہے کہ ویدک زبان، سنسکرت کی قدیم شکل ہے علاحدہ زبان نہیں۔سنسکرت اسم مونث ہے۔لفظ سنسکرت دوالفاظ سنس اور کرت سے بنا ہے۔سنس کے معنی پاک، مقدس اورشستہ اور کرت کے معنی کرنے کے ہیں۔سنسکرت کے معنی پاک صاف کی ہوئی زبان یعنی مقدس، افضل، مکمل، شستہ، اچھی طرح آراستہ کی ہوئی، مزیّن، عمدہ، فائق اورمصفّا زبان کے ہیں۔

ویدک سنسکرت

ویدک سنسکرت میں ہندوؤں کی مقدس کتابیں رگ وید، سام وید، یجروید اور اتھروید تخلیق کی گئیں۔ رگ وید حمد یہ اور مذہبی نظموں کا مجموعہ ہے۔ رگ وید کی تصنیف مختلف مقامات میں مختلف ادوار میں ہوئی مغربی علماء نے اسے 1500 ق م کے قریب شروع اور 1200 ق م پر ختم بتاتے ہیں۔ سام وید اور اتھروید 1000 ق م کے قریب کی تصانیف بتائے جاتے ہیں۔ رگ وید کی تصنیف مختلف مقامات میں ہوئی۔ کہیں اس میں گندھار کے راجہ کا ذکر ہے کہیں دریائے سندھ کے کنارے بسنے والے راجہ کا ذکر ہے۔ ویدک سنسکرت میں قدیم اپنشد، دسوتر یا منتر گرنتھ بھی لکھے گئے۔

کلاسیکل سنسکرت

کلاسیکل سنسکرت میں رامائن اور مہابھارت کی تخلیق عمل میں آئی۔ ویدک سنسکرت کے بعد سنسکرت زبان میں ادبی تصانیف کا سلسلہ شروع ہوا جس کی وجہ سے یہ زبان کلاسیکل سنسکرت کہلائی۔

قدیم ہند آریائی دور میں سنسکرت زبان کا ارتقا اور فروغ عمل میں آیا۔ اس دور کی ایک نمایاں خصوصیت رہی ہے کہ آریوں کے شمال مغربی خطّے سے مشرقی خطّے کی جانب پھیلنے سے سنسکرت زبان کی مرکزیت ختم ہوجاتی ہے اور اس کا ایک معیار پر قائم رہنا مشکل ہوجاتا ہے۔ نیز مقامی بولیوں کے اختلاط کی وجہ سے اس کی تین علاقائی شکلیں ظہور پذیر ہوتی ہیں جنھیں اُدیچیہ، پراچیہ اور مدھیہ دیشیہ کہتے ہیں۔ اُدیچیہ شمال مغربی خطے میں رائج تھی اور آریوں کی معیاری بولی تصور کی جاتی تھی۔ یہ اس علاقے کی بولی تھی جہاں آج کل سندھی اور لہندا (مغربی پنجابی) زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اس میں ''ر'' اور ''ل'' کی جگہ صرف ''ر'' کی آواز پائی جاتی ہے۔ پراچیہ کا چلن مشرق میں تھا اور یہ معیار سے کافی دور جا پڑی تھی۔ اس میں معیاری بولی اُدیچیہ کی بعض آوازوں کا تلفظ بگاڑ دیا جاتا تھا مثلاً اس میں ''ر'' کی جگہ ''ل'' کا چلن عام ہوگیا تھا۔ پراچیہ کا علاقہ وہ سرزمین تھی جہاں ان دنوں بنگالی، آسامی، اڑیا اور بہاری بولیوں یعنی مگہی، میتھلی اور بھوجپوری کا چلن ہے۔ ادیچیہ اور پراچیہ کے درمیانی علاقے کی بولی مدھیہ دیشیہ کہلاتی تھی۔ یہ نہ تو بہت زیادہ معیاری بولی تھی اور نہ بالکل غیر معیاری۔ اس میں ''ر'' اور ''ل'' دونوں آوازیں موجود تھیں۔ مدھیہ دیشیہ کا خاص علاقہ وہ تھا جہاں آج کل مغربی ہندی کی بولیاں یعنی کھڑی بولی، ہریانوی، برج بھاشا، بندیلی اور قنوجی بولی جاتی ہیں اور جہاں اردو اور ہندی کا چلن عام ہے۔

قدیم ہند آریائی دور (ویدک اور کلاسیکل سنسکرت کا دور) کے اختتام پر سنسکرت زبان کا جیّد عالم اور قواعد داں پانِنی پیدا ہوتا ہے جس کی شہرہ آفاق تصنیف اشٹا دھیائی سنسکرت زبان کی ایک منظوم قواعد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پانِنی کا جنم 350 ق م اور وفات 250 ق م میں ہوئی۔ پانِنی کے بعد پتنجلی نے مہابھاشیہ نامی کتاب لکھی جس میں پانِنی کے قواعد کی تشریح اور توضیح کی گئی۔ پانِنی کے عہد تک پہنچتے پہنچتے سنسکرت زبان کا شیرازہ بکھرنے لگا تھا اور یہ جمود کا شکار ہونے لگی تھی۔ اس کی جگہ پر عوام ایک سادہ و آسان اور فطری زبان اختیار کرنے لگے تھے۔ چوں کہ سنسکرت زبان کو مذہبی تقدس بھی حاصل تھا اس لیے اس دور کے بعض عالموں کی توجہ اس زبان کی تشریح و توضیح

اوراس کے قواعد کی ترتیب کی جانب مبذول ہوئی اوراس کی صوتیات، صرف ونحواور قواعد سے متعلق کتابیں تیار کی جانے لگیں تا کہ اس زبان کی صحت کے ساتھ ادائیگی کی جاسکے اوراس کے متن کو صحت کے ساتھ محفوظ کیا جاسکے اور آنے والی نسلیں اس کے تلفظ اور قواعد کے اصولوں کی پابندی کرسکیں۔ شستہ زبان ہونے کی وجہ سے ادبی تصنیفات سنسکرت میں ہونے لگی تھیں۔ ایک طرف یہ اس کی خوبی تھی لیکن دوسری طرف علمی وادبی زبان ہونے کی وجہ سے یہ عوام سے ہٹنے لگی۔ لگ بھگ اسی زمانے میں بدھ مت اور جین مت والوں نے اپنے اپنے مذاہب کا پرچار مقامی بولیوں میں کرنا شروع کیا جس کی وجہ سے مقامی بولیوں کو فروغ ہوا۔ سنسکرت کے عالموں کو یہ اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں سنسکرت پھر مقامی زبانوں کی زد میں آ کر اپنا روپ نہ کھودے اس لیے یہ لوگ اپنی زبان کی سختی سے حفاظت کرنے لگے اس میں کوئی شک نہیں کہ سنسکرت زبان، علمی، ادبی اور فنی حیثیت سے ایک مکمل، فصیح وبلیغ اور شستہ زبان ہے۔ ایک زمانے میں سنسکرت راج دربار اور عوام کی زبان رہی ہے مگر بعد میں اس زبان کو عام ہونے سے روکا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں برہمن طبقے کو ہی سنسکرت زبان میں مہارت حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔

1.5.4 وسطی ہند آریائی دور 500 ق م تا 1000ء (1500 سال)

سنسکرت سے پراکرتوں کے وجود میں آنے کی وجوہات: 500 ق م سے وسطی ہند آریائی دور شروع ہوتا ہے جو 1000 عیسوی تک جاری رہتا ہے۔ وسطی ہند آریائی کے تین دور ہیں (۱) پالی (اسے پہلی پراکرت یا ابتدائی پراکرت بھی کہا گیا ہے) 500 ق م تا مولود مسیح 500 سال (۲) پراکرت مولود مسیح تا 500 عیسوی، 500 سال (ادبی پراکرت) (۳) اپ بھرنش 500ء تا 1000 عیسوی، 500 سال (تیسری پراکرت)

سنسکرت کے زوال کے بعد 500 ق م سے پراکرتوں کا ظہور ہوتا ہے پراکرت دراصل ایک ایسی زبان تھی جو سنسکرت زبان میں تبدیلی کے نتیجے میں فطری طور پر ظہور پذیر ہوئی تھی۔ یہ ایک سادہ اور آسان زبان تھی۔ اسے عوام میں بہت جلد مقبولیت حاصل ہوگئی اور یہ بہت جلد عام بول چال کی زبان بن گئی۔ جب کہ سنسکرت خواص اور طبقۂ اشراف کی زبان بن چکی تھی اور قواعد کے اصولوں میں جکڑ کر جامد بنادی گئی تھی۔ یہ سماج کے اعلیٰ طبقے کے لیے مختص ہوکر رہ گئی تھی اور سماج کے دبے کچلے اور نچلے طبقے کے لوگوں کے استعمال کی زبان باقی نہ رہی۔ اس بات کا اندازہ ہمیں اس دور کے سنسکرت ڈراموں سے ہوتا ہے جن میں اعلیٰ طبقے اور اونچی ذات سے تعلق رکھنے والے کردار سنسکرت میں کلام کرتے ہیں اور نیچی ذات کے کرداروں سے پراکرت میں مکالمے ادا کروائے جاتے ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ پراکرت کوئی علاحدہ زبان نہیں تھی بلکہ سنسکرت کی ہی بدلی ہوئی شکل تھی۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ سنسکرت کی ہی کوکھ سے پیدا ہوئی تھی۔ لسانیات کا یہ ایک عام اصول ہے کہ جب ایک زبان مرجاتی ہے تو اس کے بطن سے دوسری زبان پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ زبان مدت تک پھلتی پھولتی اور پروان چڑھتی رہتی ہے۔ پھر یہ بھی مردہ ہوجاتی ہے اور اس کی جگہ ایک نئی زبان معرض وجود میں آجاتی ہے۔ زبانوں کے ارتقا اور فنا کا یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہتا ہے۔ کوئی بھی زبان ازخود پیدا نہیں ہوتی بلکہ

ہر زبان کا کوئی نہ کوئی ماخذ اور منبع ضرور ہوتا ہے جس سے یہ ارتقاء پاتی ہے۔ پراکرت کا ماخذ و منبع بھی سنسکرت زبان ہی ہے۔ سنسکرت کے بعد وہ زبانیں آئیں جنہیں اس کی نئی شکلیں کہا جاسکتا ہے۔

جب سنسکرت زبان کے تلفظ قواعد اور نحوی ڈھانچے میں کافی حد تک تبدیلیاں رونما ہوگئیں تو یہ زبان بالکل بدل گئی۔ سنسکرت کی یہی بدلی ہوئی شکل پراکرت کہلائی۔ زبان میں تبدیلی کا یہ عمل لسانیات کی مختلف سطحوں پر دیکھا جاسکتا ہے کہ سنسکرت کے مصمتی خوشے (Consonant clusters) کا ایک مصمتہ (Consonant) ٹوٹ کر دوسرے مصمتے کے ساتھ مدغم ہوجاتا ہے۔ ذیل کی چند مثالوں سے زبان مین تبدیلی کا عمل واضح ہوجائے گا۔

سنسکرت الفاظ	پراکرت الفاظ	معنی
پُتّر	پُتّ	پوت
ہسّت	ہستّھ	ہاتھ
شُشک	سکّھ	سوکھا
دُگدھ	دُدّھ	دودھ
سرو	سوّ	سب
ادھ	اجّ	آج
سپتّ	ستّ	سات
اگن	اگّ	آگ
پتّر	پتّ	پات/پتّا

اس طرح کی بے شمار صوتی نیز قواعدی اور بعض نحوی تبدیلیاں سنسکرت زبان میں رونما ہوئیں جن کے نتیجے میں پراکرتوں کا ظہور عمل میں آیا۔ ان لسانی تبدیلیوں کے پس منظر میں اردو زبان کے ارتقا کی جھلک بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جب ہند آریائی کے دوسرے دور کا آغاز ہوتا ہے جسے وسطی ہند آریائی دور کہتے ہیں۔ یہ دور 500 ق م تا 1000 سنہ عیسوی یعنی پندرہ سو سال تک قائم رہتا ہے۔ جس طرح قدیم ہند آریائی دور میں سنسکرت زبان کا فروغ ہوا اسی طرح وسطی ہند آریائی دور میں پراکرتیں پھلی پھولیں اور پروان چڑھیں اب ہم وسطی ہند آریائی کے تین ادوار پالی پراکرت اور اپ بھرنش کے متعلق ضروری معلومات حاصل کریں گے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-34.

پالی (500ق م تا مولود مسیح) 500 سال

پالی کو پہلی پراکرت یا ابتدائی پراکرت بھی کہا گیا ہے۔ پالی سنسکرت لفظ پنکتی سے ماخوذ ہے۔ لسانیات کے عالموں نے پالی کے معنی سطر، سیدھی لکیر، کتاب کی اصل عبارت، بودھ گرنتھوں کی سطر، بودھ دھرم شاستر کی سطر بتاتے ہیں۔ لسانیات میں پالی کو وسط ہند آریائی کی اولین زبان مانا جاتا ہے۔ پہلی پراکرت میں پالی اور اشوکی پراکرت دونوں شکلیں شامل ہیں۔

1۔ پالی: سنسکرت میں صوتی اور صرفی تغیرات رونما ہوئے تو اس نے اولین پراکرت یعنی پالی کا روپ اختیار کیا۔ پالی بدھ مذہب کی زبان ہے۔ بدھ مذہب کے پیشوا مہاتما گوتم بدھ (وفات 477ق م) پالی بولتے تھے۔ انہوں نے اسی زبان میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی اور اپنے پیروؤں کو بھی اسی زبان میں بدھ مذہب کی تبلیغ واشاعت کی تلقین کی۔ جب گوتم بدھ نے اپنے خیالات کی تبلیغ شروع کی تو ان کے شاگردوں نے ان کو مشورہ دیا کہ یہ خیالات مہذب زبان یعنی سنسکرت میں قلم بند کر لیے جائیں تو اچھا ہے لیکن گوتم بدھ نے انکار کر دیا اور خواص کی زبان کے مقابلے میں اس علاقے کے عوام کی زبان کو اہمیت دی۔ وہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ان کے اُپدیش سب لوگ اپنی اپنی زبان میں پڑھیں۔ چنانچہ بدھ مذہب کے عالموں نے اپنے مذہب کے عقائد اور اوراد لکھنے کے لیے اس عوامی زبان کو استعمال کیا۔ گوتم بدھ اور مہاویر جین دونوں نے اس پراکرت کی قدیم شکل کو اپنایا تھا۔ پالی بدھ بھکشوؤں کے ذریعے نہ صرف تکشلا (ہندوستان کے شمال مغربی خطے میں واقع ایک قدیم علمی مراکز) اور ہندوستان کے دیگر مقامات تک پہنچی بلکہ دور دراز علاقوں مثلاً سیلون (سری لنکا)، برما اور تھائی لینڈ کا بھی سفر کیا۔ بدھ مذہب کی تمام مستند تصانیف پالی زبان میں ہی پائی جاتی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انھیں مذہبی ستون کے ذریعے یہ زبان آج تک محفوظ رہ سکی ہے۔

2۔ اشوکی پراکرت: ابتدائی پراکرت کی دوسری شکل اشوک کے کتبوں کی زبان کی شکل میں ہم تک پہنچی ہے۔ اشوک کا زمانہ گوتم بدھ کی وفات کے تقریباً سوا دو سو سال بعد کا زمانہ (تقریباً 250 قبل مسیح) ہے۔ اشوک ایک بہت بڑی سلطنت کا مالک تھا۔ بنگال اور نیپال سے لے کر افغانستان تک کا علاقہ اس کے زیر تسلط تھا۔ ادھر گجرات اور مالوہ تک اس کی حکومت کا ڈنکا بجتا تھا۔ کلنگ (اڑیسہ) کی سلطنت کو بھی اس نے فتح کر کے اپنی حکومت میں شامل کر لیا تھا۔ کلنگ کی خونریز جنگ کے بعد اشوک نے بدھ مذہب اختیار کر لیا تھا۔

اشوک نے مہاتما بدھ کی تعلیمات اور اپنے سیاسی اصولوں اور اپنی زندگی کے بعض واقعات کو پتھروں اور ستونوں پر کندہ کروا کر اپنی سلطنت کے طول وعرض میں نصب کروائے جنھیں اشوک کی لاٹ کہتے ہیں۔ مورخین کا خیال ہے کہ اشوک کی ان لاٹوں یا کتبوں کی تعداد کئی ہزار تھی جن میں صرف بیالیس کتبے ہی محفوظ رہ سکے ہیں۔ جو کتبے شہباز گڑھی (پشاور کے نزدیک)، مان سیرا

ہرزبان کا کوئی نہ کوئی ماخذ اورمنبع ضرور ہوتا ہے جس سے یہ ارتقاء پاتی ہے۔ پراکرت کا ماخذ ومنبع بھی سنسکرت زبان ہی ہے۔ سنسکرت کے بعد وہ زبانیں آئیں جنہیں اس کی نئی شکلیں کہا جاسکتا ہے۔

جب سنسکرت زبان کے تلفظ قواعد اور نحوی ڈھانچے میں کافی حد تک تبدیلیاں رونما ہوگئیں تو یہ زبان بالکل بدل گئی۔ سنسکرت کی یہی بدلی ہوئی شکل پراکرت کہلائی۔ زبان میں تبدیلی کا یہ عمل لسانیات کی مختلف سطحوں پر دیکھا جاسکتا ہے کہ سنسکرت کے مصمتی خوشے (Consonant clusters) کا ایک مصمتہ (Consonant) ٹوٹ کر دوسرے مصمتے کے ساتھ مدغم ہوجاتا ہے۔ ذیل کی چند مثالوں سے زبان مین تبدیلی کا عمل واضح ہوجائے گا۔

سنسکرت الفاظ	پراکرت الفاظ	معنی
پُتّر	پُتّ	پوت
ہسّت	ہستّھ	ہاتھ
شُشک	سکّھ	سوکھا
دُگدھ	دُدّھ	دودھ
سرو	سوّ	سب
ادھ	اجّ	آج
سپّت	ستّ	سات
اگن	اگّ	آگ
پتّر	پتّ	پات/پتّا

اس طرح کی بے شمار صوتی نیز قواعدی اور بعض نحوی تبدیلیاں سنسکرت زبان میں رونما ہوئیں جن کے نتیجے میں پراکرتوں کا ظہور عمل میں آیا۔ ان لسانی تبدیلیوں کے پس منظر میں اردو زبان کے ارتقا کی جھلک بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جب ہند آریائی کے دوسرے دور کا آغاز ہوتا ہے جسے وسطی ہند آریائی دور کہتے ہیں۔ یہ دور 500 ق م تا 1000 سنہ عیسوی یعنی پندرہ سو سال تک قائم رہتا ہے۔ جس طرح قدیم ہند آریائی دور میں سنسکرت زبان کا فروغ ہوا اسی طرح وسطی ہند آریائی دور میں پراکرتیں پھلی پھولیں اور پروان چڑھیں اب ہم وسطی ہند آریائی کے تین ادوار پالی، پراکرت اور اپ بھرنش کے متعلق ضروری معلومات حاصل کریں گے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC
LIBRARY
Hyderabad-34.

پالی (500ق م تا مولود مسیح) 500 سال

پالی کو پہلی پراکرت یا ابتدائی پراکرت بھی کہا گیا ہے۔ پالی سنسکرت لفظ پنکتی سے ماخوذ ہے۔ لسانیات کے عالموں نے پالی کے معنی سطر، سیدھی لکیر، کتاب کی اصل عبارت، بودھ گرنتھوں کی سطر، بودھ دھرم شاستر کی سطر بتاتے ہیں۔ لسانیات میں پالی کو وسط ہند آریائی کی اولین زبان مانا جاتا ہے۔ پہلی پراکرت میں پالی اور اشوکی پراکرت دونوں شکلیں شامل ہیں۔

1۔ پالی: سنسکرت میں صوتی اور صرفی تغیرات رونما ہوئے تو اس نے اولین پراکرت یعنی پالی کا روپ اختیار کیا۔ پالی بدھ مذہب کی زبان ہے۔ بدھ مذہب کے پیشوا مہاتما گوتم بدھ (وفات 477ق م) پالی بولتے تھے۔ انہوں نے اسی زبان میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی اور اپنے پیروؤں کو بھی اسی زبان میں بدھ مذہب کی تبلیغ واشاعت کی تلقین کی۔ جب گوتم بدھ نے اپنے خیالات کی تبلیغ شروع کی تو ان کے شاگردوں نے ان کو مشورہ دیا کہ یہ خیالات مہذب زبان یعنی سنسکرت میں قلم بند کر لیے جائیں تو اچھا ہے لیکن گوتم بدھ نے انکار کر دیا اور خواص کی زبان کے مقابلے میں اس علاقے کے عوام کی زبان کو اہمیت دی۔ وہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ان کے اُپدیش سب لوگ اپنی اپنی زبان میں پڑھیں۔ چنانچہ بدھ مذہب کے عالموں نے اپنے مذہب کے عقائد اور اوراد لکھنے کے لیے اس عوامی زبان کو استعمال کیا۔ گوتم بدھ اور مہاویر جین دونوں نے اس پراکرت کی قدیم شکل کو اپنایا تھا۔ پالی بدھ بھکشوؤں کے ذریعے نہ صرف تکشلا (ہندوستان کے شمال مغربی خطے میں واقع ایک قدیم علمی مراکز) اور ہندوستان کے دیگر مقامات تک پہنچی بلکہ دور دراز علاقوں مثلاً سیلون (سری لنکا)، برما اور تھائی لینڈ کا بھی سفر کیا۔ بدھ مذہب کی تمام مستند تصانیف پالی زبان میں ہی پائی جاتی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انھیں مذہبی ستون کے ذریعے یہ زبان آج تک محفوظ رہ سکی ہے۔

2۔ اشوکی پراکرت: ابتدائی پراکرت کی دوسری شکل اشوک کے کتبوں کی زبان کی شکل میں ہم تک پہنچی ہے۔ اشوک کا زمانہ گوتم بدھ کی وفات کے تقریباً سوا دوسو سال بعد کا زمانہ (تقریباً 250 قبل مسیح) ہے۔ اشوک ایک بہت بڑی سلطنت کا مالک تھا۔ بنگال اور نیپال سے لے کر افغانستان تک کا علاقہ اس کے زیر تسلط تھا۔ ادھر گجرات اور مالوہ تک اس کی حکومت کا ڈنکا بجتا تھا۔ کلنگ (اڑیسہ) کی سلطنت کو بھی اس نے فتح کر کے اپنی حکومت میں شامل کر لیا تھا۔ کلنگ کی خونریز جنگ کے بعد اشوک نے بدھ مذہب اختیار کر لیا تھا۔

اشوک نے مہاتما بدھ کی تعلیمات اور اپنے سیاسی اصولوں اور اپنی زندگی کے بعض واقعات کو پتھروں اور ستونوں پر کندہ کروا کر اپنی سلطنت کے طول وعرض میں نصب کروائے جنھیں اشوک کی لاٹ کہتے ہیں۔ مورخین کا خیال ہے کہ اشوک کی ان لاٹوں یا کتبوں کی تعداد کئی ہزار تھی جن میں صرف بیالیس کتبے ہی محفوظ رہ سکے ہیں۔ جو کتبے شہباز گڑھی (پشاور کے نزدیک)، مان سیرا

(پنجاب) اور گرنار (گجرات) میں دریافت ہوئے ان میں مہاتما بدھ کی مذہبی تعلیمات پائی جاتی ہیں اور اشوک کے سیاسی اصول کندہ ہیں اور جو کتبے میسور، ساسارام (بہار)، جبل پور، جے پور اور مدراس (چنائی) میں پائے گئے ہیں ان میں زیادہ تر اشوک کی زندگی کے واقعات درج ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ کتبے انبالہ، میرٹھ، چمپارن، سارناتھ اور گیا میں بھی دستیاب ہیں۔ یہ کتبے انتہائی تاریخی اہمیت کے حامل ہیں لیکن ان کی لسانی اہمیت بھی کچھ کم نہیں۔ ان کتبوں سے یہ پتا چلتا ہے کہ وسطی ہند آریائی دور کے ابتدائی مراحل میں کس قسم کی زبان بولی جاتی تھی۔ چوں کہ یہ کتبے عام لوگوں کے لیے نصب کیے گئے تھے، اس لیے ان کی زبان عام بول چال کی زبان ہے جو سادہ اور آسان ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہر جگہ کے کتبوں کی زبان ایک جیسی نہیں، بلکہ زبان کا علاقائی فرق ان میں نمایاں ہے۔ اشوک کے کتبے تین طرح کی علاقائی بولیوں کی نمائندگی کرتے ہیں شمال مغربی بولی جس کی نمائندگی شہباز گڑھی اور مان سیرا کے کتبے کرتے ہیں، جنوب مغربی بولی جس کی نمائندگی گرنار اور کانسی میں پائے جانے والے کتبے کرتے ہیں، پراچیہ بولی جس کی نمائندگی سارناتھ کے کتبوں سے ہوتی ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہندوستان میں لکھنے کا رواج باضابطہ طور پر اشوک کے زمانے سے ہی شروع ہوتا ہے ورنہ اس سے پہلے لوگ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور مقدس کتابوں کو نسل در نسل زبانی منتقل کرتے تھے۔ اشوک کے کتبے دو طرح کے رسم خط میں ملتے ہیں جن کے نام ہیں کھروشٹی اور براہمی۔ کھروشٹی رسم خط دائیں جانب سے بائیں جانب کو لکھا جاسکتا تھا اور ہندوستان کے شمال مغرب میں رائج تھا جب کہ براہمی رسم خط بائیں سے دائیں جانب کو لکھا جاتا تھا ہندوستان کے ایک بڑے خطے میں یہی رسم خط رائج تھا۔

پراکرت مولود مسیح تا 500 عیسوی 500 سال

پراکرت کسی ایک زبان کا نام نہیں بلکہ ایک طرح کی بہت سی زبانوں کے زمرے کا نام ہے۔ سنسکرتی تہذیب کو کہتے ہیں۔ پرکرتی فطرت کو کہتے ہیں۔ سنسکرت مہذب زبان تھی اور پراکرتیں فطری یعنی غیر مرصع، عوامی زبان۔

یہ ایک عام بات ہے کہ جب زبانیں ترقی کر جاتی ہیں تو ان میں ادب بھی پیدا ہونے لگتا ہے چنانچہ پراکرت کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ پراکرت جو کلیتاً ایک عام بول چال کی زبان تھی وہ مولود مسیح تا 500 عیسوی کے دوران ادبی بن گئی۔ بعضوں نے پراکرتوں کا زمانہ 100ء تا 600ء تک بتلایا ہے۔ ان کا استعمال ڈراموں میں بھی ہونے لگا۔ چنانچہ وسطی ہند آریائی کا دوسرا دور ادبی پراکرتوں کا دور کہلایا۔ ادبی پراکرتوں کی حسب ذیل پانچ قسمیں ہیں:

(۱) شورسینی پراکرت: شورسینی پراکرت شورسین کے علاقے کی زبان تھی جس کا مرکز متھرا (اتر پردیش) تھا۔ یہ اسی علاقے کی زبان تھی جو قدیم ہند آریائی دور میں مدھیہ دیشہ کہلاتا تھا۔ اس وجہ سے یہ سنسکرت سے بہت زیادہ قریب تھی اور لسانی اعتبار سے اس سے گہرے طور پر متاثر تھی۔ سنسکرت ڈراموں میں بھی اس کا استعمال ہوتا تھا اور سنسکرت کے بعد اسے وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اردو زبان کا تاریخی رشتہ شورسینی پراکرت سے جا کر ملتا ہے۔

(۲) ماگدھی پراکرت: ماگدھی پراکرت بنیادی طور پر مگدھ کے علاقے کی زبان تھی جواب جنوبی بہار کا حصہ ہے۔ یہ علاقہ قدیم ہند آریائی دور میں پراچیہ بولی کا تھا جو آریوں کے تہذیبی مرکز سے کافی دور جا پڑا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ماگدھی پراکرت کو غیر مہذب بولی تصور کیا جاتا تھا۔ ماگدھی پراکرت میں ''ر'' کی آواز مفقود تھی۔ یہاں کے لوگ ''ر'' کی آواز کو ''ل'' کی آواز سے بدل دیتے ہیں۔ مثلاً راجا کی جگہ لاجا' دردڑ کی جگہ دَلِدَّ (موجودہ بول چال: دلِدّ ر) بولتے تھے۔ ماگدھی پراکرت کی دوسری اہم صوتی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں سنسکرت کی تین آوازوں س' ش اور شَ کی جگہ صرف ایک آواز ش پائی جاتی تھی۔ ماگدھی پراکرت کا استعمال سنسکرت کے ڈراموں کے نچلے طبقے کے کرداروں کی گفتگو میں بھی پایا جاتا ہے۔

(۳) اردھ ماگدھی پراکرت: اردھ ماگدھی پراکرت کا علاقہ شورسینی پراکرت اور ماگدھی پراکرت کے درمیان کا علاقہ تھا۔ یہ بہار اور الہٰ آباد کے بیچ کے علاقے کی زبان تھی اردو ماگدھی پراکرت نے جین مذہب کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ جین مذہب کی ابتدائی مذہبی ادبی تصانیف اسی پراکرت میں پائی جاتی ہیں۔ مہاویر جین نے جس زبان میں جین مذہب کی تعلیمات دیں وہ اردھ ماگدھی کی قدیم شکل تھی۔ اردھ ماگدھی پراکرت کا استعمال سنسکرت ڈراموں میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہ ایک ترقی یافتہ اور مہذب زبان تھی۔ اس دور کے شاہی گھرانوں میں بھی یہی زبان بولی جاتی تھی۔ اردھ ماگدھی میں ''ر''، ''ل'' دونوں آوازیں پائی جاتی تھیں لیکن سنسکرت کا ش اور شَ 'س کی آواز میں تبدیل ہو جاتا تھا۔

(۴) مہاراشٹری پراکرت: مہاراشٹری پراکرت مہاراشٹر کی زبان تھی اور تمام ادبی پراکرتوں میں یہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ ادبی پراکرت تھی۔ قواعد نویسوں نے اسے مثالی پراکرت کہا ہے۔ ان کی توجہ کا مرکز یہی پراکرت تھی۔ انہوں نے اس کا مطالعہ کافی تفصیل سے کیا ہے۔ سنسکرت ڈراموں میں پراکرت کے نثری اجزاء اسی پراکرت میں پائے جاتے ہیں۔ اس دور کی بیشتر تصانیف مہاراشٹر پراکرت میں ہی ملتی ہیں۔ اس کا استعمال موسیقی میں بھی کیا جاتا تھا۔

(۵) پشاچی پراکرت: پشاچی پراکرت پنجاب اور کشمیر میں بولی جاتی تھی۔ اس میں ادبی تصانیف کا فقدان ہے۔ پشاچی پراکرت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ خالص ہند آریائی زبان نہیں ہے' کیوں کہ اس میں ایرانی زبانوں کے بعض اثرات نفوذ کر گئے ہیں۔

اپ بھرنش 500ء تا 1000 عیسوی 500 سال

ادبی پراکرتوں کے بعد اپ بھرنشوں کا ارتقاء عمل میں آتا ہے۔ یہ پراکرت کے ارتقاء کی تیسری اور آخری شکلیں ہیں۔ اس لیے

انھیں تیسری پراکرت بھی کہتے ہیں۔اپ بھرنشوں کا ارتقاء 500ء سے لے کر 1000ء تک ہوتا ہے۔بعضوں نے اپ بھرنشوں کا زمانہ 600ء تا 1000ء بتلایا ہے۔یہ وسطی ہندآریائی دور کا آخری مرحلہ ہے۔اپ بھرنشوں کے خاتمے کے بعد وسطی ہندآریائی دور کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے اور 1000ء سے جدید ہندآریائی دور شروع ہوتا ہے اور جدید زبانیں وجود میں آتی ہیں۔

اپ بھرنش کے لغوی معنی بگڑی ہوئی' بھرشٹ زبان ہے۔جب دوسری پراکرتیں ادبی بن گئیں تو ان کا ارتقا مختلف نہج پر ہونے لگا اور عوام سے ان کا رشتہ ختم ہو گیا۔چنانچہ یہ عوام سے الگ تھلگ ہو گئیں۔عوامی زبان دوسری ڈگر پر ارتقا پانے لگی۔عوام نے پراکرت کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر اور ان کی شکلیں بگاڑ کر بولنا شروع کر دیا۔یہی ٹوٹی پھوٹی (Broken) اور بگڑی ہوئی (Corrupt) زبان اپ بھرنش کہلائی۔اس طرح کی لسانی تبدیلی دبے پاؤں اور فطری طور پر واقع ہوئی۔جس طرح لسانی تبدیلی کے عمل سے سنسکرت سے پراکرت پیدا ہوئی' اسی طرح پراکرت میں تبدیلی کے نتیجے میں اپ بھرنش ظہور پذیر ہوئیں۔دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ پراکرت کی نئی شکل یا بگڑی ہوئی شکل اپ بھرنش کہلائی لیکن ماہرین لسانیات اپ بھرنش کو پراکرت کی ہی ایک شکل تسلیم کرتے ہیں اور اسے تیسری پراکرت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

یوں تو اپ بھرنش کے نمونے تیسری صدی عیسوی کے دوران تصنیف شدہ سنسکرت ڈراموں میں دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن اسے باقاعدہ زبان کی حیثیت چھٹی صدی عیسوی میں حاصل ہوئی جب یہ ایک ترقی یافتہ زبان بن گئی تو اس کا استعمال ادبی مقاصد کے لیے بھی ہونے لگا۔اپ بھرنش میں ادبی سرگرمیوں کا سلسلہ 1000ء کے بعد بھی جاری رہا لیکن بول چال کی زبان کی حیثیت سے اس کا ارتقا 1000ء تک پہنچتے پہنچتے رُک گیا اور اپ بھرنشوں کی جگہ جدید بولیاں اور ان بولیوں سے جدید زبانیں ارتقا پانے لگیں۔

اپ بھرنش ایک وسیع زبان تھی۔یہ پنجاب تا راجستھان اور راجستھان سے لے کر بنگال تک کے وسیع علاقے میں پھیلی ہوئی تھی۔اپ بھرنش کا ادب جو آج دستیاب ہے بے شمار مقامات پر تخلیق کیا گیا جیسے راجستھان' گجرات' شمال مغربی ہندوستان' بندل کھنڈ اور بنگال وغیرہ۔اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دسویں صدی عیسوی کے اختتام تک اپ بھرنشیں پورے شمالی ہندوستان میں پھیل چکی تھیں۔

اپ بھرنش پراکرت سے پیدا ہوئی' اس لیے جہاں جہاں پراکرتیں بولی جاتی تھیں انھیں علاقوں میں اپ بھرنش وجود میں آ گئیں۔مارکنڈے (قواعد نویس) نے اپ بھرنش کی تین قسمیں بیان کی ہیں یعنی ناگر' اُپ ناگر اور براچڈ۔لیکن بیشتر عالموں نے اپ بھرنش کی مندرجہ ذیل پانچ قسمیں بتائی ہیں:

(۱) **شورسینی اپ بھرنش**: یہ شورسینی پراکرت سے نکلی ہے۔اس کا علاقہ وہی ہے جو شورسینی پراکرت کا علاقہ تھا۔اس کے بطن سے کھڑی بولی (اردو اور ہندی)' راجستھانی' پنجابی (مشرقی) اور گجراتی زبانیں پیدا ہوئیں۔کھڑی بولی کا تعلق مغربی ہندی سے ہے۔اس سے اردو اور ہندی زبانیں ارتقا پاتی ہیں۔مغربی ہندی کی دوسری بولیوں مثلاً ہریانوی' برج بھاشا' بندیلی اور قنوجی کا

ارتقا بھی شورسینی اپ بھرنش سے ہوا۔

(۲) ماگدھی اپ بھرنش: اس کا ارتقا ماگدھی پراکرت سے ہوا۔ اس کا چلن مشرق کے ایک وسیع علاقے میں تھا جس میں بنگال، آسام، اڑیسہ اور بہار شامل ہیں۔ ان علاقوں کی جدید زبانیں یعنی بنگالی، آسامی، اڑیا اور بہار کی تقریباً تمام بولیاں ماگدھی اپ بھرنش سے نکلی ہیں۔ مغربی ماگدھی اپ بھرنش کی بولیوں کو جارج گریرسن (ماہر لسانیات) بہاری کے نام سے یاد کرتا ہے جس میں تین بولیاں میتھلی، مگہی اور بھوجپوری شامل ہیں۔

(۳) اردھ ماگدھی اپ بھرنش: اردھ ماگدھی اپ بھرنش شورسینی اپ بھرنش اور ماگدھی اپ بھرنش کے درمیان کے علاقے کی زبان تھی۔ اس سے مشرقی ہندی کی بولیاں وجود میں آئیں جن میں اودھی، بگھیلی اور چھتیس گڑھی شامل ہیں۔

(۴) مہاراشٹری اپ بھرنش: اس کا ارتقا مہاراشٹری پراکرت سے ہوا۔ یہ مہاراشٹر کے علاقے کی زبان تھی۔ اس کے بطن سے موجودہ مراٹھی کا ارتقا ہوا۔

(۵) شمال مغربی اپ بھرنش: یہ دو زمروں میں منقسم ہے (الف) براچڈ اپ بھرنش جس کا ارتقا سندھ کے علاقے میں ہوا اور اس سے سندھی زبان پیدا ہوئی (ب) کیکئی اپ بھرنش جس سے مغربی پنجابی پیدا ہوئی۔ اسے لہندا بھی کہتے ہیں۔

1.5.5 جدید ہند آریائی دور میں اردو کی ابتداء

جدید ہند آریائی دور کا آغاز 1000ء سے ہوتا ہے۔ اس دور میں اردو کی ابتدا ہوتی ہے۔

جدید زبانوں کی پیدائش

لسانیات کا یہ اٹل اصول ہے کہ بول چال کی زبان جتنی تیزی سے بدلتی ہے، ادب کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ چنانچہ جب پراکرتوں نے ادبی شکل اختیار کرنا شروع کی تو وہ عوام کی ڈگر سے پرے (دور) جا پڑیں اور عوام کی زبان کا دھارا آگے بڑھتا رہا۔ اسی بولی کی زبانوں کو اس عہد کے قواعد نویسوں نے اپ بھرنش (بگڑی زبان) کہا ہے۔ تاریخ لسانیات کی یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ لوگ ہمیشہ زبان کے سنورنے کو اس کے بگڑنے سے تعبیر کرتے چلے آئے ہیں۔ ہندوستان کی جدید آریائی زبانوں کے طلوع کی تاریخ 1000ء مقرر کی گئی ہے لیکن اپ بھرنش میں تصنیفات کا سلسلہ چھٹی سے لے کر چودھویں بلکہ پندرھویں صدی عیسوی تک ملتا ہے۔ اپ بھرنش کو ملک کی زندہ زبان پا کر بالآخر تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس کی طرف متوجہ ہوا۔ رفتہ رفتہ یہ اپ بھرنش بھی ادبی زبان بن کر محدود ہوگئی تو ہندوستان کی جدید زبانوں نے اس کی گدّی چھیننا شروع کی۔ 1000ء میں یہ بہت کچھ جدید زبانوں کی قدیم شکلوں میں ملتی جلتی ہے یعنی 1000ء کے لگ بھگ اپ بھرنش ہی کے اندر جدید آریائی زبانوں کے روپ جھلکنے لگے تھے۔ اس طرح ہندوستان کی

جدید زبانوں کی پیدائش اپ بھرنشوں سے ہوتی ہے۔

مغربی ہندی

اپ بھرنش کی ایک قسم شورسینی اپ بھرنش ہے۔لسانیاتی اعتبار سے مغربی ہندی کا تعلق براہ راست شورسینی اپ بھرنش سے ہے جو اس عہد کی بولیوں میں ممتاز ادبی حیثیت کی مالک تھی اور جس نے سب سے زیادہ سنسکرت کے اثر کو قبول کیا تھا۔اسی شورسینی اپ بھرنش نے مغربی ہندی کو جنم دیا جو 1000ء کے قریب ایک مستقل زبان کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ جب کوئی زبان کسی وسیع علاقے میں بولی جاتی ہے تو اس کی یکسانیت باقی نہیں رہتی اور وہ جزوی اختلافات کے ساتھ کئی بولیوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ مغربی ہندی اور اس کی بولیوں کی اپنی صوتی اور صرفی ونحوی خصوصیات ہیں جن کی بناء پر اس زبان کو ایک علاحدہ اور ممتاز حیثیت دی گئی۔مغربی ہندی کی پانچ بولیاں ہیں (۱) کھڑی بولی (۲) ہریانی (جاٹو یا نگڑو) (۳) برج بھاشا (۴) قنوجی (۵) بندیلی۔

کھڑی بولی اور اردو

شورسینی اپ بھرنش اپنے آخری دور میں دو نمایاں شکلیں اختیار کر لیتی ہے۔پہلی شکل میں افعال واسماء کا اختتام عام طور سے (اَ) پر ہوتا ہے اور دوسری شکل میں (اُو) پر۔مغربی ہندی کی پانچ بولیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (اُو) کو ترجیح دینے والی بولیاں برج بھاشا، بندیلی اور قنوجی ہیں۔(اَ) کی شکل رکھنے والی بولیاں ہریانی اور کھڑی بولی ہیں۔

اردو جو ایک جدید ہند آریائی زبان ہے، براہ راست کھڑی بولی سے تعلق رکھتی ہے۔کیوں کہ یہ کھڑی بولی کا ہی نکھرا ہوا روپ ہے اور اسی کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

پروفیسر گیان چند جین اپنے ایک مقالے ''اردو کے آغاز کے نظریے'' میں اسی بات پر شدت کے ساتھ زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اردو کی اصل کھڑی بولی اور صرف کھڑی بولی ہے۔کھڑی بولی دہلی اور مغربی یوپی کی بولی ہے۔'' اردو کی اصل واساس کھڑی بولی ہے اور اس کا ڈھانچا اور کینڈا سب کچھ کھڑی بولی کا ہے۔اردو کے ماخذ کے سلسلہ میں اکثر عالموں کا کھڑی بولی پر اتفاق ہے جو دوآبے کے علاقے کی شورسینی اپ بھرنش کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔اردو میں اگرچہ کئی زبانوں کے الفاظ شامل ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اردو کھڑی بولی سے پیدا ہوئی۔جس زمانے میں شمالی ہندوستان میں سیاسی طور پر تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں اُس وقت دہلی اور اس کے نواح میں بعض ایسی بولیاں سر اٹھا رہی تھیں جن کے بہت سے لفظوں کا ڈھانچا کھڑا تھا یعنی جن کے بہت سے لفظ ''الف'' پر یا ''آ'' کی آواز پر ختم ہوتے تھے۔کھڑی بولی ان میں سے ایک ہے۔

کھڑی بولی کو جارج گریرسن ''مغربی ہندی'' میں شامل کرتا ہے۔مغربی ہندی دراصل کسی مخصوص زبان کا نام نہیں بلکہ یہ دہلی اور اس کے آس پاس کی پانچ بولیوں کے مجموعے کا نام ہے جن میں کھڑی بولی کے علاوہ ہریانوی، برج بھاشا، بندیلی اور قنوجی شامل ہیں۔

جدید ہند آریائی دور میں ہندوستان کی سیاسی، سماجی، تہذیبی تبدیلیاں اوران کے اثرات بولیوں پر: 1000ء تک پہنچتے پہنچتے اپ بھرنشوں کا خاتمہ ہوگیا اوران کی جگہ پورے شمالی ہندوستان میں بھانت بھانت کی بولیاں سر اٹھانے لگیں۔ دراصل یہ زمانہ صرف لسانی تبدیلیوں کا ہی نہیں تھا بلکہ ہندوستان میں سیاسی، سماجی اور تہذیبی سطح پر بھی تیزی کے ساتھ تبدیلیاں رونما ہورہی تھیں۔ ان تبدیلیوں کا یہاں کی بولیوں پر بھی اثر پڑنا لازمی تھا۔1000ء کے آس پاس کا ایک اہم واقعہ مسلمانوں کی شمالی ہندوستان میں آمد ہے جن میں ترک، افغان اور ایرانی شامل تھے۔ ان لوگوں نے نہ صرف یہاں سکونت اختیار کی بلکہ ان میں کچھ لوگوں نے یہاں کی حکومت کی باگ ڈور بھی سنبھالی۔ پہلے ان کا تسلّط پنجاب پر قائم ہوا۔ پھر یہ لوگ آگے بڑھتے ہوئے دہلی تک پہنچ گئے اور 1193ء میں دہلی کو فتح کر کے وہاں اپنی با قاعدہ حکومت قائم کرلی۔ جب دہلی پایۂ تخت بن گیا تو دھیرے دھیرے اس شہر کو اہمیت اور مرکزی حیثیت حاصل ہوتی گئی۔ اور یہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا تہذیبی، تمدنی اور سیاسی مرکز بن گیا۔ یہاں فوج بھی رہنے لگی اور دور دراز کے علاقوں سے بھی لوگ یہاں آنے اور بسنے لگے۔ فوج میں بھی جگہ جگہ کے لوگ بھرتی ہونے لگے۔

شمالی ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کی وجہ سے یہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں میل جول پیدا ہوا۔ اس باہمی میل جول اور اختلاط کی وجہ سے یہاں ایک نئی تہذیب پروان چڑھنے لگی اور ایک نئی زبان کا خمیر تیار ہونے لگا۔ مسلمانوں کی زبان ترکی اور فارسی تھی۔ عربی ان کی مذہبی زبان تھی۔ جو مسلمان پنجاب سے آئے تھے ان کی زبان قدیم پنجابی تھی۔ ان تمام زبانوں کا شمالی ہند کی بولیوں پر گہرا اثر پڑا اور بہت تیزی کے ساتھ یہاں کی مقامی بولیوں میں عربی، فارسی اور ترکی کے الفاظ داخل ہونے لگے۔ دوسری طرف 1000ء کے آس پاس اپ بھرنشوں میں بھی فطری طور پر تبدیلیاں رونما ہونے لگی تھیں۔ شورسینی اپ بھرنش بھی تیزی کے ساتھ اپنا چولا بدل کر نئے روپ اختیار کرنے لگی۔ اسی سے اردو کا خمیر تیار ہوا۔

1.5.6 اردو کا لسانی خاندانی سلسلہ، ساخت اور ڈھانچا

اردو کا لسانی خاندانی سلسلہ سنسکرت سے

اردو ایک جدید ہند آریائی زبان ہے جس کی داغ بیل ہندوستان کی دوسری جدید ہند آریائی زبانوں کی طرح 1000ء کے بعد پڑتی ہے اور مغربی ہندی کی ایک بولی ''کھڑی بولی'' اس کا ماخذ بنتی ہے۔ مغربی ہندی شورسینی اپ بھرنش کے بطن سے پیدا ہوئی تھی اور شورسینی اپ بھرنش شورسینی پراکرت سے نکلی تھی اور دیگر پراکرتوں کی طرح شورسینی پراکرت کی پیدائش بھی سنسکرت سے ہوئی تھی۔ اس طرح یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اردو کا لسانی خاندانی سلسلہ سنسکرت سے جا کر مل جاتا ہے۔ کیوں کہ جدید ہند آریائی جس میں اردو بھی شامل ہے قدیم ہندوستان کی اس زبان کا تسلسل ہے جسے سنسکرت کہتے ہیں۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اردو زبان کی ایک مربوط لسانی

تاریخ ہے اور اس کا ہند آریائی پس منظر ساڑھے تین ہزار سال کے عرصے پر محیط ہے۔

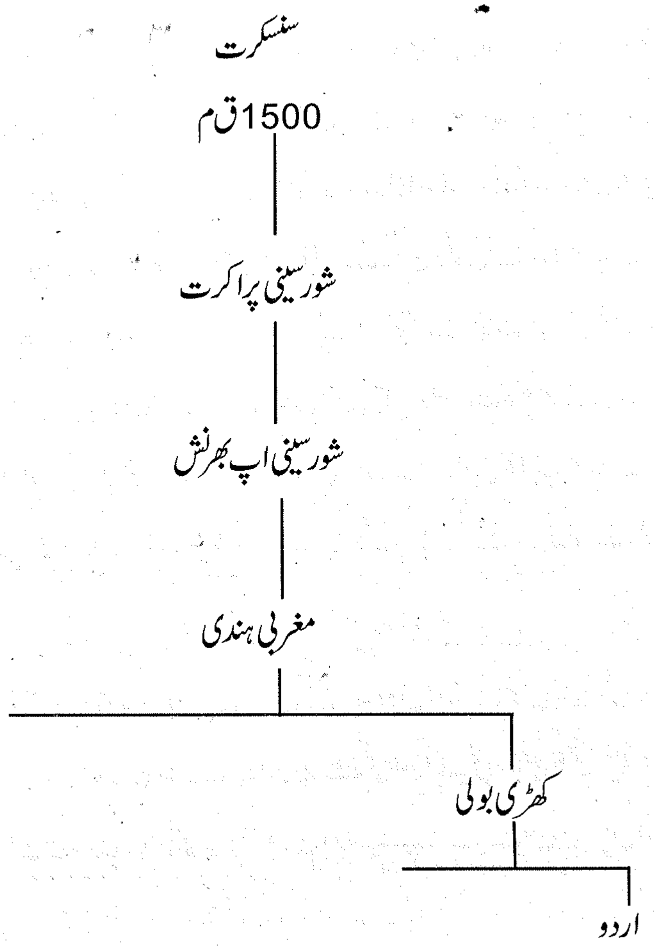

اردو کی لسانی ساخت، ڈھانچے اور کینڈے پر ہند آریائی عناصر کے نقوش:

اردو کی لسانی ساخت، ڈھانچے اور کینڈے پر ہند آریائی عناصر کے نقوش بالکل صاف نظر آتے ہیں۔ یہ عناصر ہمیں اس ہند آریائی تہذیب کی یاد دلاتے ہیں جو آریوں کے داخلۂ ہند کے بعد سے یہاں پنپنا شروع ہوئی۔ یہ اُسی تہذیب کا نتیجہ ہے کہ اردو کی بیشتر لسانیاتی خصوصیات کا سلسلہ اپ بھرنش اور پراکرت سے ہوتا ہوا سنسکرت سے جا کر مل جاتا ہے۔

(ا) **صوتی ڈھانچہ:** اردو میں 48 صوتیے Phonemes پائے جاتے ہیں۔ صوتیے کسی زبان کی وہ ممیّز آوازیں (Distinctive Sound Units) ہوتی ہیں جن کی تبدیلی سے معنی میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے مثلاً پانی اور بانی۔ ان میں ''پ'' اور ''ب'' کی تبدیلی سے معنی میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہ دونوں ''پ'' اور ''ب'' دو صوتیے یعنی دو ممیّز آوازیں قرار دی جائیں گی۔

مصمتے (Consonants) 38 ہیں۔ مصمتوں کی ایک بڑی تعداد سنسکرت اور پراکرت سے اردو میں داخل ہوئی۔ [15]

ہائیہ آوازیں (Aspirates) ہند آریائی ماخذ مثلاً سنسکرت، پراکرت اور اپ بھرنش سے اردو میں آئی ہیں۔ یہ ہائیہ آوازیں ہیں پھ، بھ، تھ، دھ، ٹھ، ڈھ، چھ، جھ، کھ، گھ، ڑھ، مھ، نھ، لھ، رھ۔ خالص عربی و فارسی مصمتے اردو میں چھ ہیں یعنی ق، ف، ز، ژ، خ اور غ۔

اردو مصوتے (Vowels) دس ہیں۔ ان دس مصوتوں میں دو دوہرے مصوتے (Diphthongs) بھی شامل ہیں۔ اردو کے تمام مصوتے پراکرت اور اس کے توسط سے سنسکرت سے ماخوذ ہیں۔

اردو کی معکوسی آوازیں اور معکوسی صوتیے: اردو کی معکوسی آوازیں چھ ہیں جیسے ٹ، ڈ، ڑ (غیر ہائیہ) اور ٹھ، ڈھ، ڑھ (ہائیہ)۔ یہ آوازیں بھی ہند آریائی ماخذ سے اردو میں داخل ہوئی ہیں۔ ان کے بغیر زبان توتلی ہو کر رہ جائے گی۔

ہند آریائی، عربی اور فارسی کی مشترک آوازیں: اردو میں (14) ایسی آوازیں بھی پائی جاتی ہیں جو ہند آریائی، عربی اور فارسی میں مشترک ہیں یعنی اردو میں ان کا ارتقاء ہند آریائی ماخذ سے بھی ہوا ہے اور عربی و فارسی سے بھی۔ لیکن اردو میں ان آوازوں پر مشتمل عربی و فارسی الفاظ کی تعداد ان آوازوں سے تشکیل شدہ ہند آریائی الفاظ کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ یہ آوازیں ہیں: ب، ت، د، ج، ک، م، ن، ل، ز، س، ش، ہ، و، ی۔

ہند آریائی اور فارسی کی مشترک آوازیں: اردو میں ہند آریائی کی تین آوازیں اور بھی ہیں جو فارسی میں بھی پائی جاتی ہیں یعنی پ، چ اور گ۔ لیکن ان آوازوں سے بننے والے ہند آریائی الفاظ کی تعداد بھی اردو میں ان آوازوں پر مشتمل فارسی الفاظ کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔

(۲) اردو کا ذخیرہ الفاظ: اصوات کے علاوہ اردو کے ذخیرۂ الفاظ کا ایک بڑا حصہ بھی ہند آریائی ماخذ پر مشتمل ہے جن میں سب سے زیادہ تعداد تدبھو الفاظ کی ہے۔ سنسکرت کے الفاظ جب اپنی بدلی ہوئی حالت میں استعمال ہوتے ہیں تو ''تدبھو'' کہلاتے ہیں۔ تدبھو الفاظ کی بنیاد اگرچہ سنسکرت یا قدیم ہند آریائی پر قائم ہے لیکن وسطی ہند آریائی یعنی پراکرت میں پہنچ کر ان کی شکل وصورت اور روپ میں تبدیلی پیدا ہوگئی۔ سنسکرت کے یہی بدلے ہوئے الفاظ تدبھو کہلاتے ہیں۔ سنسکرت کے الفاظ جب بغیر کسی تبدیلی یا ردوبدل کے اپنی اصلی حالت میں استعمال ہوتے ہیں تو ''تتسم'' کہلاتے ہیں مثلاً لفظ دگدھ خالص سنسکرت لفظ ہے جو تتسم کہلاتا ہے۔ لیکن پراکرت کے لفظ دڈھ کو جو دگدھ سے ماخوذ ہے اور اسی کی بدلی ہوئی شکل ہے تدبھو کہیں گے۔ جدید ہند آریائی یعنی اردو میں یہی لفظ دودھ بن گیا جو تدبھو کی ایک دوسری شکل ہے۔ اردو میں تتسم الفاظ بہت ہی کم ہیں۔ اردو کے ذخیرۂ الفاظ کا بیشتر حصہ تدبھو الفاظ پر مشتمل ہے۔ ہندوستانی یا ہند آریائی الفاظ اردو کے لیے ناگزیر ہیں۔ اردو کا کوئی بھی جملہ ہند آریائی الفاظ کے بغیر تشکیل نہیں دیا جا سکتا ہے جب کہ ایسے بے شمار اردو جملے ترتیب دیے جا سکتے ہیں جن میں کوئی بھی عربی یا فارسی لفظ نہ آیا ہو۔ مثلاً ذیل کے جملے خالص ہند آریائی الفاظ پر مشتمل ہیں:

(۱) وہ ایک اچھا لڑکا ہے (۲) میں کل اپنے گھر جاوں گا (۳) آج تم سے ملنے یہاں کون آیا تھا؟

''رانی کیتکی کی کہانی'' (انشاء اللہ خاں انشاء) اور ''سریلی بانسری'' (آرزو لکھنوی) اردو نثر و نظم کی دو ایسی کتابیں ہیں جن میں ایک بھی عربی یا فارسی لفظ استعمال نہیں ہوا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اردو کا بنیادی ذخیرۂ الفاظ ہند آریائی ہے۔ اس کے علاوہ قرابت داری کے الفاظ، اعداد، فعلی مادّے، ضمائر، حرف جار بھی ہند آریائی ماخذ سے ہی اردو میں داخل ہوئے ہیں جن کی حیثیت بھی بنیادی ذخیرۂ الفاظ کی ہے۔ مثالیں پیش ہیں۔

قرابت داری کے الفاظ:۔ ماں، باپ، بھائی، بہن، بیٹا، بیٹی، نانا، نانی، دادا، دادی، چچا، تایا وغیرہ۔

اعداد: مثلاً ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس، بیس، سو وغیرہ۔

فعلی مادّے: مثلاً آ، جا، کھا، پی، چل، سن، دیکھ وغیرہ۔

ضمائر: مثلاً وہ، تم، میں، ہم، تو، آپ وغیرہ۔

حرف جار: مثلاً کو، پر، تک، سے، میں وغیرہ۔

ان کے علاوہ اردو کے کئی مفرد الفاظ، مرکب الفاظ، مرکب افعال، محاورے، ضرب الامثال، روزمرہ ایسے ہیں جن کی بنیاد ہند آریائی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔

1۔ قدیم ہند آریائی دور کے ویدک، سنسکرت اور کلاسیکل سنسکرت پر نوٹ لکھیے۔

2۔ پالی اور اشوکی پراکرت پر روشنی ڈالیے۔

3۔ اپ بھرنش کسے کہتے ہیں۔ اس کی اقسام بیان کیجیے۔

4۔ اردو کا لسانی خاندانی سلسلہ کس سے جاملتا ہے؟ اردو کی لسانی ساخت، ڈھانچے اور کینڈے پر اپنی معلومات کا اظہار کیجیے۔

1.6 خلاصہ

زبان چند ایسی مخصوص آوازوں کا ایک مجموعہ ہوتی ہے جو صوتی اعضاء کے عمل سے وجود میں آتے ہیں۔ ان آوازوں سے الفاظ بنتے ہیں۔ الفاظ جب مخصوص ترکیبوں میں آتے ہیں تو جملے وجود میں آتے ہیں۔ زبان دراصل مخصوص آوازیں ہیں جو انسان بالقصد نکالتا ہے اور جن کے ذریعے اپنا ذہنی مفہوم واضح کرتا ہے۔ صوتی علامتیں وہ علامتیں ہیں جو اعضائے صوت کی مدد سے تلفظ ہو کر لفظوں کی شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لفظ ایک یونٹ ہے جو کسی چیز یا عمل کی نمائندگی کرتا ہے۔ زبان کا استعمال صرف صوتی علامات ہی کے لیے مخصوص کر لیا گیا ہے۔ آوازوں اور ان کے معنوں میں کوئی منطقی تعلق نہیں ہوتا اس لیے سب زبانیں علاحدہ ہیں۔ یہ تعلق اگر فطری یا

B.NO.031

منطقی ہوتا تو دنیا کی تمام زبانوں میں کوئی فرق نہ ہوتا بلکہ ایک جیسی ہوتیں۔

زبان کی سب سے اہم بولی کو معیاری زبان قرار دیا جاتا ہے۔ معیاری زبان مختلف بولیوں کے درمیان، مشترک زبان کا کام دیتی ہے۔ معیاری زبان میں بات چیت کرنا تہذیب اور مرتبت کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ معیاری زبان کے کئی روپ ہوتے ہیں۔ مثلاً ادبی زبان سب سے زیادہ فصیح اور قواعد وضوابط میں جکڑ بند ہوتی ہے۔ اس کے نیچے مختلف موضوعات کی تحریری زبان مثلاً اخبار، تاریخ وجغرافیہ وغیرہ کی زبان، معیاری زبان سے قدرے مختلف بعض پیشوں کی زبان ہے مثلاً انجینئر، ڈاکٹر، وکیل، کھلاڑی وغیرہ کی زبان۔ معیاری زبان بننے کے اسباب یہ ہیں: راج دھانی کی بولی، معیاری زبان بن جاتی ہے۔ کسی مقام کی دینی برتری بھی وہاں کی بولی کو اہم کر دیتی ہے۔ جس بولی میں جتنا ادب ہوگا اسی مناسبت سے اس کی اہمیت ہوگی۔ بعض وقت علاقائیت کا جذبہ بولی کو ایک وقعت عطا کرتا ہے۔ بولیاں ایک دوسرے سے جدا ہو کر مختلف زبانیں بن جاتی ہیں۔ معیاری زبان میں پھیلنے کا رجحان ہوتا ہے۔ وہ پاس پڑوس کی بولیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

بولی زبان کی ذیلی شاخ ہے۔ زبان کا علاقہ جتنا بڑا ہوگا اتنی ہی زیادہ اس میں بولیاں ہوں گی۔ اگر ان علاقوں کے لوگ ایک دوسرے سے کم مل پاتے ہوں گے تو تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بولیوں کا فرق ہوتا جائے گا۔ گفتگو عموماً بولی میں ہی کی جاتی ہے۔ تعلیم سے محروم یا معاشی اعتبار سے کم لوگ زبان کو کسی قدر مسخ کر کے بولتے ہیں۔ ان کی زبان کو ہم پست معیاری زبان کہیں گے جیسے متوسط کی نچلی سطح کے افراد، کاری گر، مستری، خوانچے والے، چھوٹے دوکاندار استعمال کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ملک کی مشترک زبان کے طور پر یہی رائج ہوتی ہے۔ بڑی زبانوں کی بولیاں بھی خاصے بڑے علاقے پر پھیلی ہوتی ہیں۔ یہ کچھ اور ذیلی بولیوں Sub-Dialects میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ بولی کی سب سے زیادہ مسخ شدہ شکل کو گنوارو بولی کہتے ہیں۔ اس کا علاقہ مختصر ہوتا ہے۔ یہ بولی غیر مہذب اور جاہلانہ بھی سمجھی جاتی ہے۔

زبانیں زوال پذیر ہو کر ختم بھی ہو جاتی ہیں یا پھر دوبارہ بولیوں میں تبدیل بھی ہو جاتی ہیں۔ کسی وجہ سے معیاری زبان کی اہمیت کم ہو جاتی ہے تو یہ محض بولی ہو کر رہ جاتی ہے۔

ہندوستان اپنے قدرتی مناظر، زرخیزی اور تہذیب کی وجہ سے باہر کے لوگوں کی آماجگاہ بنتا رہا ہے۔ دنیا کے دور دراز علاقوں سے لوگ یہاں آ کر بستے رہے ہیں۔ ہندوستان کے قدیم باشندوں میں کئی قبائل کے نام ملتے ہیں جن میں چند کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔ نگریٹو آفریقہ سے آ کر ہندوستان میں بس گئے تھے ان کے کچھ نشانات جزائر انڈمان میں پائے جاتے ہیں۔ پروٹو آسٹرولائڈ فلسطین سے آ کر بس گئے تھے۔ آسٹرک لوگ بحرۂ روم کے علاقے سے آئے اور شمالی ہند کے بعض حصوں میں بس گئے تھے۔ دراوڑی لوگ بحرۂ روم اور ایشیائے کوچک کے باشندے تھے۔ یہ لوگ کافی عرصہ عراق میں رہے پھر بلوچستان سے ہوتے ہوئے ہندوستان آئے۔ تقریباً ساڑھے تین ہزار قبل مسیح میں انہوں نے ہندوستان کو اپنا وطن بنایا۔ یہ لوگ پنجاب اور سندھ کے علاقے ہڑپا اور موہنجوداڑو میں آباد

ہو گئے۔ ان کے دو چار گروہ کنڑی، تلگو، تامل اور ملیالم زبانیں بولتے ہیں۔ ہندوستان کی تہذیب و تمدن کی بنیاد دراوڑیوں ہی نے رکھی۔ انہوں نے زراعت، صنعت و حرفت اور بیرونی ملکوں سے تجارت کو ترقی دی۔ آب رسانی کے لیے دریاوں پر پشتے باندھے، شہر تعمیر کیے۔ سوتی اور اونی کپڑوں کی بنائی اور رنگائی، سونے چاندی کے جڑاؤ زیور بنانا اُن کی خاص صنعتیں تھیں۔ آریا قوم 1500 قبل مسیح میں وسط ایشیا سے روانہ ہوئے، ایران اور افغانستان میں کچھ عرصہ قیام کرتے ہوئے ہندوستان آئے اور پھر اسے اپنا وطن بنالیا۔ آریاوں کے بعد منگول آئے اور ہمالیہ کے دامن میں بس گئے۔ یونانی، شاک اور ہن بھی آئے۔ عرب، ایرانی، ترکی آئے۔ پرتگیزی، ڈچ اور یوروپی اقوام ہندوستان آئے۔

آریاوں کا اصلی وطن وسط ایشیاء کا ایک خشک پہاڑی علاقہ تھا۔ انھیں زرخیز زمین اور اپنے جانوروں کے لیے گھاس کے میدانوں کی تلاش میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا۔ 1500ء قبل مسیح میں آریا ہندوستان آئے۔ آریا پہلے سندھ میں داخل ہوئے وہاں سے پنجاب میں پھیل گئے پھر مشرقی ہندوستان میں آباد ہونا شروع ہوئے۔ آریا رفتہ رفتہ مختلف جتھوں کی شکل میں آتے رہے۔ انہوں نے مقامی باشندوں کو ان کے علاقوں سے نکال کر جنوبی ہند میں ڈھکیل دیا اور خود شمالی ہندوستان کے اکثر حصوں پر قابض ہو گئے۔ آریاوں نے دراوڑی تہذیب سے بہت کچھ سیکھا۔ انہوں نے بہت کچھ دیا بھی ہے۔ آریا اپنے ساتھ اپنی تہذیب لائے، اپنی زبان اپنے عقائد لائے۔ یہ کھیتی باڑی کی معلومات بھی رکھتے تھے۔ ہندوستان کو آریاؤں کی سب سے بڑی دین زبان تھی۔ قدیم آریائی تہذیب کی ایک اور بڑی دین براہمی رسم الخط ہے جس کا ارتقا ہندوستان میں ہوا اور جو ہندوستان کی تمام زبانوں کی لکھاوٹوں (سوائے اردو) کا ماخذ ہے۔ آریاوں کے آنے کے بعد ذات پات کا نظام شروع ہوا اور اسی کے ساتھ مختلف ذاتوں کی زبانوں کی درمیان فرق ہو گیا۔ سنسکرت اونچے طبقے کی تہذیب یافتہ زبان ہو گئی اور مختلف پراکرتیں جو اس دور میں رائج رہیں، عوام کی فطری بولیاں بنی رہیں۔

اردو کا تعلق ہند آریائی زبان سے ہے۔ ہند آریائی کے تین ادوار ہیں۔ قدیم آریائی دور 1500 ق م تا 500 ق م تک رہا۔ اس میں، ویدک سنسکرت 1500 ق م تا 1000 ق م اور کلاسیکل سنسکرت 1000 ق م تا 500 ق م تک ہے۔ وسطی ہند آریائی دور 500 ق م تا 1000ء پر محیط ہے جس میں پالی دور 500 ق م تا مولود مسیح تک، پراکرت مولود مسیح تا 500ء اور اپ بھرنش 500ء تا 1000ء تک ہے۔ جدید ہند آریائی دور 1000 عیسوی سے شروع ہوتا ہے۔ ویدک سنسکرت میں رگ وید، سام وید، یجروید اور اتھروید قدیم اپنشد، دسوتر یا منتر گرنتھ تصنیف کی گئیں۔ کلاسیکل سنسکرت میں رامائن مہابھارت کی تخلیق عمل میں آئی۔ قدیم ہند آریائی دور میں سنسکرت زبان کا ارتقا اور فروغ عمل میں آیا۔ مقامی بولیوں کے اختلاط کی وجہ سے اس کی تین علاقائی شکلیں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اُدیچیہ شمال مغربی خطے میں رائج تھی پراچیہ کا چلن مشرق میں تھا اور ان دونوں کے درمیانی علاقے کی بولی مدھیہ دیشہ کہلاتی تھی۔ قدیم ہند آریائی دور کے اختتام پر سنسکرت کا جیّد عالم پاننی نے سنسکرت کی منظوم قواعد اشٹا دھیائی لکھی۔ پانی کے بعد پتنجلی نے مہابھاشیہ لکھی جس میں پانی کے قواعد کی تشریح اور توضیح کی گئی۔ شستہ زبان ہونے کی وجہ سے ادبی تصنیفات سنسکرت میں ہونے لگی تھیں۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE
IMC LIBRARY
MANUU Hyderabad-34.

سنسکرت میں صوتی اور صرفی تغیرات رونما ہوئے' اس کے تلفظ' قواعد اور نحوی ڈھانچے میں کافی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ سنسکرت کی یہی بدلی ہوئی شکل پراکرت کہلائی۔ پراکرت دراصل ایسی زبان تھی جو سنسکرت میں تبدیلی کے نتیجے میں فطری طور پر ظہور پذیر ہوئی تھی۔ پراکرت کوئی علاحدہ زبان نہیں تھی بلکہ سنسکرت کی ہی بدلی ہوئی شکل تھی۔ یہ سادہ اور آسان زبان تھی۔ اسے عوام میں بہت جلد مقبولیت حاصل ہوگئی۔ پراکرتوں کو پہلی' دوسری اور تیسری پراکرت میں تقسیم کیا گیا۔ 500 ق م تا مولود مسیح کی زبان۔ پالی کو پہلی پراکرت بھی کہا گیا ہے۔ گوتم بدھ پالی بولتے تھے۔ انہوں نے بدھ مت کی تبلیغ اسی زبان میں کی اور اپنے پیروؤں کو بھی اسی زبان میں بدھ مذہب کی تبلیغ واشاعت کی تلقین کی۔ بدھ مت کی تمام مستند تصانیف پالی میں ہی پائی جاتی ہیں۔ پالی کی ایک دوسری شکل اشوک کے کتبوں کی زبان کی شکل میں ہم تک پہنچی ہے۔ اشوک کا زمانہ گوتم بدھ کی وفات کے تقریباً سوا دو سو سال بعد کا زمانہ (تقریباً 250ق م) ہے۔ اشوک نے مہاتما بدھ کی تعلیمات اور اپنے سیاسی اصولوں اور اپنی زندگی کے بعض اوقات کو پتھروں اور ستونوں پر کندہ کروا کر اپنی سلطنت کے طول وعرض میں نصب کروائے جنھیں اشوک کی لاٹ کہتے ہیں۔ یہ عام لوگوں کے لیے نصب کروائے گئے تھے اس لیے ان کی زبان عام بول چال کی زبان ہے جو آسان اور سادہ ہے۔ ہر جگہ کتبوں کی زبان ایک جیسی نہیں' بلکہ زبان کا علاقائی فرق ان میں نمایاں ہے۔ ادبی پراکرتوں کو دوسری پراکرت بھی کہا گیا۔ اس کا زمانہ مولود مسیح تا 500ء اور بعضوں کے مطابق 100ء تا 600ء بتلایا گیا ہے۔ اس کا استعمال ڈراموں میں بھی ہونے لگا۔ ادبی پراکرتوں کی پانچ قسمیں ہیں شورسینی' ماگدھی' اردھ ماگدھی پراکرت' مہاراشٹری پراکرت اور پشاچی پراکرت۔

ادبی پراکرتوں کے بعد اپ بھرنشوں کا ارتقا عمل میں آتا ہے۔ یہ پراکرت کے ارتقا کی تیسری اور آخری شکلیں ہیں اس لیے انھیں تیسری پراکرت بھی کہتے ہیں۔ اپ بھرنشوں کا دور 500ء تا 1000ء اور بعضوں نے اس کا زمانہ 600ء تا 1000ء بتلایا ہے۔ یہ وسطی ہند آریائی دور کا آخری مرحلہ ہے۔ اپ بھرنش کے لغوی معنی بگڑی ہوئی' بھرشٹ زبان کے ہیں۔ جب دوسری پراکرتیں ادبی بن گئیں تو ان کا ارتقا مختلف نہج پر ہونے لگا اور عوام سے ان کا رشتہ ختم ہوگیا۔ چنانچہ یہ عوام سے الگ تھلگ ہوگئیں۔ عوام نے پراکرت کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر اور ان کی شکلیں بگاڑ کر بولنا شروع کیا۔ یہی ٹوٹی پھوٹی اور بگڑی ہوئی زبان اپ بھرنش کہلائی۔ اپ بھرنش پراکرت سے پیدا ہوئی' اس لیے جہاں جہاں پراکرتیں بولی جاتی تھیں انھیں علاقوں میں اپ بھرنش وجود میں آ گئیں۔

اپ بھرنش کی پانچ قسمیں ہیں شورسینی اپ بھرنش' ماگدھی اپ بھرنش' اردھ ماگدھی اپ بھرنش' مہاراشٹی اپ بھرنش اور شمال مغربی اپ بھرنش۔

جدید ہند آریائی دور کی ابتداء 1000ء سے ہوتی ہے۔ اپ بھرنش میں ادبی سرگرمیوں کا سلسلہ 1000ء کے بعد بھی جاری رہا۔ بول چال کی زبان کی حیثیت سے اس کا ارتقاء 1000ء تک پہنچتے پہنچتے رک گیا۔ رفتہ رفتہ اپ بھرنش بھی ادبی زبان بن کر محدود ہوگئی۔ اپ بھرنش کی جگہ جدید بولیاں اور ان بولیوں سے جدید زبانیں ارتقاء پانے لگیں۔ لسانیاتی اعتبار سے مغربی ہندی کا تعلق براہ راست شورسینی اپ بھرنش سے ہے جو اس عہد کی بولیوں میں ممتاز ادبی حیثیت کی مالک تھی۔ اور جس نے سب سے زیادہ سنسکرت کے

اثر کو قبول کیا تھا۔ اسی شورسینی اپ بھرنش نے مغربی ہندی کو جنم دیا جو 1000ء کے قریب ایک مستقل زبان کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ مغربی ہندی کی پانچ بولیاں ہیں ہریانی، برج بھاشا، قنوجی، بندیلی اور کھڑی بولی۔ اردو کا تعلق چوں کہ کھڑی بولی سے ہے اس لیے ہم اپنی بات کھڑی بولی ہی کی حد تک محدود رکھیں گے۔ (اُو) کو ترجیح دینے والی بولیاں برج بھاشا، بندیلی اور قنوجی ہیں۔ (آ) کی شکل رکھنے والی بولیاں ہریانی اور کھڑی بولی ہیں۔

اردو جو ایک جدید ہند آریائی زبان ہے، براہ راست کھڑی بولی سے تعلق رکھتی ہے کیوں کہ یہ کھڑی بولی کا ہی نکھرا ہوا روپ ہے اور اسی کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

اردو کی داغ بیل ہندوستان کی دوسری جدید ہند آریائی زبانوں کی طرح 1000ء کے بعد پڑتی ہے اور مغربی ہندی کی ایک بولی ''کھڑی بولی'' اس کا ماخذ بنتی ہے۔ مغربی ہندی، شورسینی اپ بھرنش کے بطن سے پیدا ہوئی تھی اور شورسینی اپ بھرنش، شورسینی پراکرت سے نکلی تھی اور دیگر پراکرتوں کی طرح شورسینی پراکرت کی پیدائش بھی سنسکرت سے ہوئی تھی۔ اردو کا لسانی خاندانی سلسلہ سنسکرت سے جا کر ملتا ہے۔ اردو زبان کی ایک مربوط لسانی تاریخ ہے اور اس کا ہند آریائی پس منظر ساڑھے تین ہزار سال کے عرصے پر محیط ہے۔

1.8 نمونۂ امتحانی سوالات

ذیل کے سوالوں کے جواب 30، 30 سطروں میں لکھیے۔

1۔ ہندوستان کے قدیم باشندوں کے بارے میں اپنی معلومات کا اظہار کیجیے۔

2۔ ہندوستان میں آریاؤں کی آمد اور اس کے بعد کے حالات پر روشنی ڈالیے۔

3۔ اپ بھرنش کسے کہتے ہیں؟ اپ بھرنش کے اقسام بیان کیجیے۔

4۔ اردو کا لسانی خاندانی سلسلہ کس سے جا ملتا ہے۔ اردو کی لسانی ساخت، ڈھانچے اور کینڈے پر اپنی معلومات کا اظہار کیجیے۔

ذیل کے سوالوں کے جواب 15، 15 سطروں میں لکھیے۔

1۔ زبان اور بولی کی تعریف کیجیے اور بتائیے کہ کن حالات میں زبان زوال پذیر ہو کر بولی بن جاتی ہے اور بولی سازگار حالات پا کر زبان بن جاتی ہے۔

2۔ پراکرت اور ان کے اقسام پر نوٹ لکھیے۔

3۔ قدیم ہند آریائی دور کی زبان ویدک اور کلاسیکل سنسکرت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

4۔ کھڑی بولی پر ایک مضمون قلم بند کیجیے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE
IMC LIBRARY
MANUU
Hyderabad-34.

1.9 فرہنگ

الفاظ	معنی
صوت	آواز
بالقصد	قصداً، ارادتاً
کارکن	کام کرنے والا
اختراع	ایجاد، وضع کرنا
آسائش	آرام
مرتبت	مرتبہ، مقام، امتیاز
قائدین	رہنما
وقعت	عزت، افتخار
تخلیق	وجود بخشنا
نقل مکانی	ہجرت
مسخ کرنا	بگاڑنا
بانی	آواز
وجوہ	وجوہات
کالعدم	غائب، موجود نہ ہونا
تقویم	کیلنڈر (Calendar)
مزاحمت	رکاوٹ
معرکہ آرائی	لڑائی
اختلاط	میل جول

الفاظ	معنی
مماثلت	یکسانیت
خاندان السنہ	زبانوں کا خاندان
مزیّن	زینت بخشی ہوئی
فائق	فوقیت کی حامل
مصفّا	صاف ستھرا
جمود	ٹھہراؤ
تقدس	بزرگی، احترام، عزت
پروان چڑھنا	ترقی کرنا
منبع	ماخذ
قلم بند کرنا	لکھنا
اوراد	روزانہ پڑھنے کے وظیفے
اپدیش	تعلیمات
ستون	کھمبا
مورخین	تاریخ لکھنے والے
غیر مرصع زبان	ایسی عبارت مراد ہے جس کے الفاظ، محاورے توازن نہ رکھتے ہوں
زمرے	گروپ
برتری	فوقیت
اٹل	حتمی، فائنل

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY * MANUU * HYDERABAD *
Accn. No UL-003
Date 03.08.2017

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
خانہ بدوش	بے گھر لوگ جو وقتاً فوقتاً اِدھر اُدھر رہا کرتے ہیں اور عارضی قیام کے لیے روزی اور جگہ کی تلاش میں گھومتے پھرتے ہیں	جنم	پیدائش
وقتی	عارضی	تعبیر	تشریح
جتھے	گروہ، جماعت	تسلسل	سلسلہ
عسکری طاقت	فوجی طاقت	بارآور ہونا	پھلنا پھولنا، ترقی کرنا
غلبہ	فوقیت، برتری	ارتقاء	فروغ، ترقی

1.10 سفارش کردہ کتابیں

1۔ مقدمہ تاریخ زبان اردو — پروفیسر مسعود حسین خاں

2۔ ہند آریائی اور ہندی — سینتی کمار چٹرجی مترجم عتیق احمد صدیقی

3۔ لسانی مطالعہ — پروفیسر گیان چند جین

4۔ عام لسانیات — پروفیسر گیان چند جین

5۔ ہندوستانی لسانیات — ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور

6۔ زبان اور علم زبان — پروفیسر عبدالقادر سروری

7۔ سماجی انسانیات — ڈاکٹر محمد عبدالقادر عمادی

8۔ اردو کی لسانی تشکیل — ڈاکٹر مرزا خلیل بیگ

9۔ اردو زبان کا قومی کردار — ظفر ادیب

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-32 IMC LIBRARY

10۔ ہندآریائی اوراردو	ڈاکٹرسیدحمیدالدین شرفی قادری
11۔ جدیداردولسانیات	ڈاکٹرامیراللہ خاں شاہین
12۔ زبان کیاہے	خلیل صدیقی
13۔ لسانی مقالات حصہ دوم	مرتبہ سیدقدرت نقوی
14۔ تین ہندوستانی زبانیں	کےایس بیدی
15۔ اردوساخت کے بنیادی عناصر	ڈاکٹرنصیراحمدخاں
16۔ اردوکی بولیاں اورکرخنداری کا عمرانی لسانیاتی مطالعہ	ڈاکٹرنصیراحمدخاں
17۔ اردوزبان کی تاریخ	مرتبہ ڈاکٹرمرزاخلیل بیگ

رسالے

رسالہ اردوبابتہ اپریل 1958ء

*** ***